نمازِ جمعه

واجبِ عینی؟ واجبِ تَخیری (اختیاری)؟ یا حرام؟

حقیقت کیا ہے

ماخوذ: الجمعة واجبة، کتاب التوحید

تحقیق: الفقیه الحکیم السید محمد احسن زیدی مجتهد
(ڈاکٹر آف ریلجنز اینڈ سائنس)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

غیبتِ حضور قائمؑ آلِ محمدؐ میں

نمازِ جمعہ

واجبِ عینی؟ واجبِ تَخیری (اختیاری)؟ یا حرام؟

حقیقت کیا ہے؟

ماخوذ : الجمعة واجبة، کتاب التوحید

تحقیق: الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی مجتهد

(ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس)

www.insaaniat.org

گزارش!

قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اس اصول کو کسی لمحہ فراموش نہ کریں ۔ یہ کہ پوری کائنات یا اس کا کوئی ایک شعبہ ہو، پورا اسلام ہو یا اس کا کوئی ایک جزو ہو(مثلاً نماز ، روزہ، وغیرہ) سب انسان کی بھلائی ، بہبود، فلاح اور تربیت کیلیئے ہے۔ خدا کو نہ عبادت سے کوئی ذاتی مفاد مدنظر ہے نہ وہ اس قسم کی احتیاج رکھتا ہے۔ لہٰذا ہر عقیدہ اور متعلقہ عبادات محض انسانی فلاح کے لئے ہیں ۔ اور اگر کوئی عقیدہ اور عبادت متعلقہ فیض نہیں پہنچا رہی ہے تو یقیناً وہ عقیدہ باطل اور وہ عبادت ناقص ہوگی ۔

نماز جمعہ ہو یا کوئی اور عبادت یا حکم ہو۔ ایسی پوزیشن متعین کر دینا جو ہر حالت میں اور ہر انسان یا پوری بنی نوع انسان کیلیئے ایک ہی ہو ۔ نہ صرف نا معقول ہے بلکہ خلافِ فطرت و ناممکن ہے۔ اسلام کا کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو کسی وقت بھی رفع نہ ہو، جو ہر حالت میں ہر شخص پر نافذ رہے۔ ہر حکم ہر عبادت اور ہر عقیدہ کا ایک مخصوص اور متعین مقصد ہے اور وہ مقصد ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا اگر اُس حکم ، اُس عبادت یا اُس عقیدہ پر عمل نہ کیا جائے ۔ مقصدیت کو نظر انداز کر کے محض عمل کرتے چلے جانا مجرمانہ تضیع اوقات ہے۔

دوسری بات یہ کہ کچھ لوگ ، کچھ علما مسلمانوں کو دین کے ایک اہم ترین جزو، اصل الاصول ولایتِ حجتؑ خدا سے غافل کر کے مطمئن کر دینا چاہتے ہیں جیسا کہ انہوں نے دیگر ارکان مذہب کو بے اثر و بے مقصد بنا دیا ہے اور اب وہ روحِ مذہب نکال لینا چاہتے ہیں ۔

اس مضمون کو ''الجمعۃ واجبۃ و کتاب التوحید'' سے اخذ کرتے ہوئے نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے ۔ فقہی بحثوں اور متعدد احادیث کو نقل نہیں کیا گیا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس اختصار کی وجہ سے قاری کو سمجھنے میں دشواری پیش آئے جس کیلیئے معذرت خواہ ہیں۔ محقق حضرات سے درخواست ہے کہ وہ تفصیل جاننے کیلیئے اصل کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

نماز جمعہ کے متعلق مختلف علما کے قول یا فیصلے

1) اسلام کے نظام کو مجموعی حیثیت سے سامنے رکھ کر **نماز جمعہ واجب یا فرض ہے** جس کا عمداً ترک کر دینا کفر ہے۔نماز جمعہ واجب کی حیثیت سے پڑھی جائے گی تو نماز ظہر کا ترک کرنا واجب ہوگا۔

2) نماز جمعہ یا کوئی دوسری عبادت اگر مقاصدِ اسلام کو ضرر پہنچائے تو ضرر کی موجودگی کے یقین تک نماز جمعہ یا وہ عبادت حرام رہے گی۔اسکی خلاف ورزی بھی کفر رہے گی۔اس وقت نماز ظہر کا پڑھنا واجب ہوگا اور اگر خود نماز ظہر یا کوئی دوسری نماز مقاصد اسلامیہ کو ضرر پہنچائے تو اُسے ترک کرنا بھی واجب ہوگا۔خلاف ورزی کفر ہو گی۔

3) عبوری دَور میں یا ڈھیلے ماحول میں نماز جمعہ اور اس قسم کی تمام عبادتیں اختیاری اور مبنی بر مصلحت رہیں گی۔ایسے عالم میں ظہر واجب رہے گی۔اور خلاف ورزی پھر کفر ہوگی۔

(1) وہ چند علمائے شیعہ جو غیبت امامؑ میں نماز جمعہ کو حرام فرماتے ہیں

(1) حمزہ بن عبداللہ الملقب بہ سلاّر الدیلمی (جنہوں نے سب سے پہلے نماز جمعہ پڑھنے کو غیبت امام علیہ السلام میں حرام قرار دیا تھا)(2) مولانا جلیل قزوینی (3) مولانا شیخ علی نقی (4) مولانا محمد بن ادریس (5) مولانا حسن علی بن عبداللہ (6) مولانا عبداللہ بن الحجاج محمد تونی المشتہر بہ سراب (7) مولانا اسماعیل ماژندرانی (8) مولانا قاضی نور اللہ شوستری یعنی شہیدِ ثالث (9) مولانا شیخ سلیمان بن علی بن ابی طیبہ الشاخوری (10) مولانا محقق خوانساری۔

(اُن سب پر ہمارا سلام اور خدا کی رحمت ہو)

(2) وہ چند علما جو غیبت امامؑ میں نماز جمعہ کو واجب عینی قرار دیتے ہیں

(1) جملہ محدثین متقدمین (مثلاً محمد یعقوب کلینیؒ۔شیخ صدوقؒ)(2) مولانا عبداللہ تُستری (3) مولانا محمد تقی مجلسی (4) مولانا محمد بن علی کراجکی (5) مولانا ابراہیم بن شیخ نورالدین علی (6) مولانا سید ہاشم بحرانی (7) مولانا محمد محسن کاشانی (8) مولانا شیخ حُرِّ عاملی (9) مولانا محمد باقر مجلسی (10) محمد باقر بن محمد مومن سبزواری (11) مولانا زین الدین یعنی شہید ثانی (12) محمد ھادی۔(سب پر ہمارا سلام ورحمۃ اللّٰہ)

(3) آج اور آج سے 200 سال قبل یعنی 1100ھ کے بعد کے علما

ان علما کی کثرت نے نماز جمعہ کو اختیاری قرار دیا ہے۔اور نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر کا پڑھنا واجب مانا ہے (الا ماشاء اللّٰہ) اِکّا دُکّا کوئی کوئی نماز جمعہ کے واجب ہونے اور نماز ظہر کو ترک کرنے کا فتویٰ دیتا رہا جو ہمیشہ نا قابل پذیرائی رہے۔اور قوم نے اس طرف التفات نہ کیا اور خود اُنہوں نے واجب کی تعمیل نہ کی۔

قرآن میں نماز جمعہ کے متعلق آیات

آیت (1): یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o(62/9)

1) اَے ایماندارو جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو خدا کی یاد (نماز) کی طرف دوڑ پڑو اور (خریدو) فروخت چھوڑ دو۔اگر تم سمجھتے ہو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔'' (فرمان علی مرحوم)

2) اَے ایمان لانے والو جب تم کو جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے پکارا جائے تو تم خدا کی یاد کی طرف دوڑ پڑو۔ اور لین دین چھوڑ دو۔ اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے سب سے بہتر ہے۔'' (مقبول احمد)

3) اَے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو جب کسی جمعہ کے دن تم کو نماز کیلئے ندا دی جائے (پکارا جائے) تو اللہ کے ذکر کی طرف کوشاں ہو اور فروخت بند کر دو۔ اگر تمہیں علم ہو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے (خیر ہے)۔ (ہمارا سادہ ترجمہ۔ محمد احسن)

ہمارے نزدیک اس قرآن کا ایک ایک لفظ منزل من اللہ ہے اور اس میں آج بھی کسی قسم کا عیب موجود نہیں ہے۔ اُس کا ہر حرف اور ہر لفظ بامعنی اور لازم ہے اُن میں کسی ایک کو فضول اور عبث قرار دینا کفرِ صریح ہے۔

قارئین نے نوٹ فرمایا ہوگا کہ مندرجہ بالا دونوں تراجم (فرمان علی، مقبول احمد) میں لفظ ''مِنْ'' کو فضول قرار دے کر ترجمہ میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔ بہرطور آیت جمعہ میں نازل شدہ حرف ''مِنْ'' فضول اور عبث نہیں ہے جو مطلب اس آیت سے اخذ کیا گیا ہے اگر خدا کو وہی کچھ کہنا مقصود ہوتا تو یوں فرماتا کہ:۔ ''اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ'' جب جمعہ کے دن کی نماز کے لئے ندا دی جائے۔

آیت میں وارد الفاظ کی مختصر تشریح

ندا: ندا صرف آواز کو کہتے ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ محض آواز ہو، بامعنی ہو یا مہمل۔ دونوں ندا میں داخل ہیں۔ سادہ سی اطلاع یا اسی قسم کا سوال۔

ندا اور اذان کا فرق: اذان کے معنی میں منادی بھی داخل ہے اور اس میں مکمل اعلان بھی شامل ہے۔ اس میں اطلاع اور خبر بھی ضرور ہوگی۔ ان کے ساتھ ساتھ قدرت، اختیار، حکم اور ممانعت بھی موجود ہوں گے۔ جو کہ ندا، اطلاع خبر یا

نَبَا میں نہیں ہوتے۔

نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ کا حقیقی اطلاق: اذان میں ندا ضرور شامل ہوتی ہے۔لیکن ندا میں اذان نہیں ہوتی۔یا یہ کہ ہر اذان میں ندا ہے مگر ہر ندا میں اذان نہیں ہوتی۔ اذان کا تعین جب نماز کے ساتھ ہو جائے تو اس کا انتہائی مقصد لوگوں کو نماز کے لئے پکارنا ہی ہوتا ہے۔اس لئے ندا کو اذان کے درمیان رکھ دیا گیا ہے۔اذان محض نماز موقوت کیلئے ہے اور وہ صرف پانچ وقت کی نمازیں ہیں۔اور کسی نماز کے ساتھ لفظ اذان استعمال کرنا غلط اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔اسی لئے قرآن کریم نے اِذَا اَذَّنَ لِلصَّلٰوۃِ من یَوۡمِ الجمعۃ نہیں فرمایا۔بلکہ اِذَا نُودِیَ کہا گیا۔تا کہ نماز جمعہ کے ساتھ اذان یا اذان کے ساتھ نماز جمعہ مستقل حیثیت اختیار نہ کر لے۔**اور کُلّی اختیارِ قیامِ جُمعہ امامؑ کے منشا، ارادے اور مصلحت پر باقی رہے۔**

نماز موقوت کیلئے بھی اذان کے بعد فطری وقفہ ہوتا ہے اسکے بعد اقامت کی صدا بلند ہوتی ہے۔اس میں قد قامۃ الصلوٰۃ کی ندا کے ساتھ بتایا جاتا ہے کہ اب نماز قائم ہو رہی ہے۔گویا قیام نماز کے لئے اذان کے بعد بھی ندا کی ضرورت رہتی ہے۔روزِ غدیر الصلاۃ الجامعہ کی ندا سے قیام امامت کی اطلاع دی گئی تھی۔ جمعہ کے روز اذان کے بعد جمعہ کی نماز کی اطلاع کے لئے ایک منادی ندا کیا کرتا تھا۔ ''حَرم البیع ''البیع حرام قرار دے دی گئی۔اس اعلان سے اعلان جمعہ کیا جاتا تھا۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ دونوں عید کی نمازوں میں نہ اذان ہے نہ اقامت ہے لیکن ان میں ''الصلوٰۃ'' کی تین دفعہ ندا دی جاتی ہے۔

مِنْ: کوئی، کسی، کچھ۔ مثال کے طور پر:۔

1۔ یَدْعُو کُمْ لِیَغْفِرَ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوبِکُمْ..... (14/10)

تمہارے کچھ گناہ۔

2۔ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ..... (3/81)

کتاب وحکمت میں سے کوئی کتاب اور کچھ حکمت۔

چنانچہ من یوم الجمعۃ میں ''کسی جمعہ کے دن'' یا کسی جمعہ کو'' معنی کرنا لازم ہیں۔ اور معاذ اللہ خدا کو اصلاح دیئے بغیر دوسرے معنی (ہر جمعہ کے دن) نہیں کیئے جا سکتے۔

اَلْجُمُعَۃِ: جمعہ کے دن کا مبارک ہونا، تمام دنوں کا سردار کہلانا، عید قرار دیا جانا، اس روز اعمال کے ثواب کئی گنا ہونا، خود اس دن کی وجہ سے نہیں۔ نہ نماز جمعہ کی وجہ سے فضیلت ہے اور نہ ہی اس دن کی فضیلت سے نماز جمعہ کے وجوب پر دلیل لائی جاسکتی ہے۔

جمعہ کی وجہ تسمیہ۔ ولایت محمدؐ وولایت وصیؑ پر عہد

جناب محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ''حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ولایتِ محمدؐ وولایتِ وصیؑ پر عہد لینے کے لئے اپنی مخلوق کو جمع کیا تھا۔ لہٰذا اپنی مخلوق کو جمع کرنے کی بنا پر اُس روز کا نام جمعہ رکھ دیا۔''

سرکارؐ دو جہاں کی جسمانی پیدائش اور انؐ سے پہلے اُنؐ کے خلیفہ اوّل کی تخلیق بھی جمعہ ہی کے روز رکھی گئی تھی۔

اِسی روز سرکار حجۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظہور ہوگا۔ جمعہ کو جس طرح روز اول مخلوق جمع کی تھی اسی طرح روز آخر یعنی قیامت میں بھی اسی دن مخلوق کو جمع کیا جائیگا۔ یہی وہ دن تھا جس روز آنحضرتؐ نے غدیر خم کے مقام پر مومنین کی امارت ولایت کو نصب

کیا۔لہٰذا جمعہ اس دن کو کہتے ہیں جس دن ولایت کیلئے تجدید عہد کیا جائے۔ ولایت کی منشا و مصلحت کے مطابق اعمال بجالانے کا تہیہ کیا جائے۔ ولایت کو اپنی مہار سونپی جائے۔ قیام واستحکام ولایت کی غرض سے اجتماعات ہوں اور پھر امامؑ کے منشا و مصالح وعلوم وطریقہ کار کو کائنات کے گوشہ گوشہ اور چپے چپے میں نافذ ونشر کیا جائے۔

فَاسْعَوْا: لامحدود کوشش۔ فَاسْعَوْا کے معنی آیت جمعہ میں دوڑ کر جانا یا چل کر جلدی جلدی جانا غلط ہیں۔نماز کے لئے سکون اور وقار فرض ہے۔

قرآن کریم و معصومینؑ کے حکم میں عقل وفطرت کو ایک لمحہ کیلئے بھی، کسی مقدار میں بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔سعی ہمیشہ فطری عطا شدہ وسعتوں کے اندر اندر کی جائے گی۔ جو حکم انسانوں کی مختلف عمروں اور حالتوں میں موجودہ وسعت سے باہر ہو گا اُس پر عمل کرنا لازم نہ ہوگا۔اس لئے فَاسْعَوْا کے معنی یہ ہوئے کہ:۔

(1) جو شرکت کرنے؛ (2) اور پھر ادا کرنے؛ (3) اور سمجھنے اور؛ (4) پھر عمل کرنے وغیرہ کی وسعت، گنجائش، طاقت، استطاعت وغیرہ رکھتا ہے وہ کوشش کرے۔

مثال کے طور پر اگر کسی کو حکم دیا جاتا ہے ''چھت پر چڑھو'' اب وہ پہلے سنے گا، پھر سمجھے گا، پھر عمل کرے گا۔ راستہ معلوم کریگا، سیڑھی کی طرف جائیگا اگر سیڑھی نہیں ہے تو سیڑھی کا بندوبست کرے گا۔چھت پر چڑھنے کی اجازت نہیں ہے تو اجازت لے گا۔یعنی اس کا یہ سارا عمل سننا، سمجھنا، چلنا، راستہ بتانے والا، سیڑھی کا بندوبست کرنے والا، اجازت دینے والا سب اس کی سعی میں داخل ہوں گے۔اسلئے فَاسْعَوْا کے معنی صرف دوڑ کر یا چل کر یا جلدی جانا غلط ہوں گے۔ ورنہ بچے، عقل سے معذور،

غلام، عورتیں، مسافر جمعہ سے مستثنیٰ نہ ہوں گے کیونکہ وہ دوڑ بھی سکتے ہیں اور جلدی جلدی چل بھی سکتے ہیں (جب کہ یہ لوگ نماز جمعہ سے مستثنیٰ ہیں)۔

آیت جمعہ میں **فَاسْعَوْا** کسی ایک عمل کا نام نہیں بلکہ اس کے معنی میں وہ تمام اعمال داخل ہوں گے جن کے نتیجہ میں قرآن و حدیث کی منشا کے مطابق جمعہ کا قیام ہو سکے۔ قیام جمعہ بتایا گیا ہے قیامِ ولایت کو۔ لہٰذا ہر وہ فکر یا تفکر و تعقل یا عمل جو اس مقصد میں ممد ہوگا **فَاسْعَوْا** یا اس کے لئے سعی میں داخل ہوگا۔ انسانی وسعتیں ہمیشہ ترقی پذیر ہیں ان کی لامحدود ترقی کیلئے ہی آئمہ معصومینؑ کا دور قیامت تک وسیع کیا گیا ہے اسی وسعت میں لامحدودیت پیدا کرنے کے لئے علم آئمہؑ میں ہر شبِ جمعہ اضافہ کیا جاتا ہے اسی علم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جمعہ و جماعت کا قیام وسیلہ بنایا گیا ہے۔

<u>ذِکْرِ اللّٰہ :</u> قرآن کریم، آنحضرتؐ اور ولایت امیرالمومنین علیہ السلام

ذکر اللہ سے مراد نماز جمعہ نہیں اور نہ ہی صرف رسمی عبادت بجالانا یا اللہ کے کسی نام کی تسبیح جاری رکھنا ہے۔ قرآن کریم میں ذکر سے دو ہستیاں نام بنام مراد ہیں۔ اول قرآن کریم اور دوسرے آنحضرتؐ۔ چنانچہ قرآن میں ارشاد ہے:۔

<u>قرآن</u> :۔ اِنْ هُوَاِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَo (38/87)

(i) یہ قرآن تو بس سارے جہان کے لئے ذکر ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌo (36/69)

(ii) یہ قرآن تو بس ذکر اور روشن کتاب ہے۔

<u>رسولِ پاک</u> :۔ ”قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًاo

رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ.....“ (65/10-11)

تحقیق اُتارا ہے اللہ نے طرف تمہاری ذکر کہ پیغمبر ہے جو پڑھتا ہے۔

اوپر تمہارے نشانیاں اللہ کی۔

اس آیت سے ثابت ہے کہ یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ ذکر ہیں۔

ولایت امیر المومنینؑ و دیگر آئمہؑ:۔ جس طرح انا و علیؑ من نور واحد سے رسوؐل اللہ و علیؑ ایک جان ہو جاتے ہیں تو قرآن ناطق ہونے کی وجہ سے یا القرآن مع العلیؑ کی بنا پر علیؑ پھر قرآن ورسوؐل کی جگہ لے لیتے ہیں۔لہٰذا ذکر اللہ سے مراد ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ o (16/43) کے متعلق رسوؐل اللہ نے فرمایا کہ ذکر میں ہوں اور آئمہؑ اہل ذکر ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یقیناً نماز منع کرتی ہے بے حیائیوں سے اور برائیوں سے اور اللہ کا ذکر بہرحال بزرگ ترین ہے (29/45) اور ہم (آئمہؑ) ذکر اللہ ہیں اور ہم سب سے بزرگ ہیں۔(اصول کافی)

ذکر اللہ کی کوئی حد نہیں: ذکر اللہ میں ہر وہ فعل داخل ہو سکے گا جس سے قیام ولایت میں مدد ملے۔لوگوں کی راہ سے دشواریوں کو دور کرنا،ان کو خطرات سے محفوظ کرنا،ان کی مرکزی حیثیت سے شیرازہ بندی کرنا۔یہ تمام اعمال واقوال وعبادات ذکر کی ذیل میں آئیں گی۔

جب سربراہِؑ اسلام نماز جمعہ کے اختتام کا فیصلہ یا حکم صادر فرمادیں تو تم سب زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے تازہ بتائے ہوئے فضل و کرم سے اپنا حصہ حاصل کرو۔کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے اور اپنے حصہ کا کام کرتے رہو۔شاید یوں تم بھی فلاح پا سکو (62/10)۔اللہ کے عائد کردہ فرائض (نماز،روزہ،حج،زکوٰۃ،خمس، جہاد) کی حدود مقرر ہیں۔بلکہ ان کیلئے سینکڑوں شرائط،موقعہ ومحل وغیرہ بھی متعین کر دیئے گئے ہیں۔اس کے برخلاف ذکر ایسی چیز ہے کہ اس کی کوئی حدود وانتہا ہی نہیں

ہے ۔اسی حدیث (امام جعفر صادقؑ ،اصول کافی) میں آگے چل کر ہمارے کھانے پینے اور معاشرے کے دیگر اعمال کو ذکر میں شامل کر کے بتادیا کہ عقیدہ ولایت ہے تو سب کام عبادت بن جاتے ہیں کہ ان سے ہی امامتؑ وولایت کا قیام واستحکام ہوگا۔ بھوکا ،کمزور اور محتاج انسان ولایت کے قیام واستحکام میں مدد دینے کے بجائے خود ایک وزن اور عضو معطل ہوگا۔جو اس راہ میں شعوری وغیر شعوری مجسم رکاوٹ بن کر لیٹ جائے گا۔

فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ سے نماز جمعہ مراد نہیں: عقیدہ اور مقصد اگر قیام و استحکامِ ولایت ہے تو نماز ،روزہ ،حج ،زکوٰۃ ،خمس جہاد وغیرہ ذکر اللہ میں داخل ہو سکتے ہیں ۔لیکن یہ تمام اعمال ذکر سے الگ اور مختلف چیزیں ہیں ۔اگر نماز اور ذکر اللہ ایک ہی شے ہوتی تو فاسعوا الیٰ ذکر اللّٰہ کی بجائے فاسعوا الیھا موزوں ترین الفاظ تھے جو قرآن میں نہیں ہیں ۔قرآن کریم سے ایک اور مقام دکھاتے ہیں ۔

رِجَالٌ لَّا تُلۡھِیۡھِمۡ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیۡعٌ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ....الخ (24/37)

’’ایسے مرد بھی ہیں جن کو زکوٰۃ ادا کرنے اور نماز قائم کرنے اور ذکر اللہ سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ بیع۔‘‘

اس آیت میں تجارت اور بیع دو مختلف چیزوں کا ذکر ہے اور ذکر اللہ بھی اسی طرح نماز نہیں ہے جس طرح زکوٰۃ نماز نہیں ہے ۔یعنی ذکر اللہ الگ ایک بات ہے ۔ نماز جداگانہ چیز ہے اور زکوٰۃ ان دونوں سے مختلف ہے ۔

رسمی عبادات بجالانا یا اللہ کے کسی نام کی تسبیح جاری رکھنا ذکراللہ نہیں

اس لئے کہ خدا کی وحدانیت پر ابلیس بھی ایمان رکھتا ہے مشرک و غیر مسلم بھی اس کے مختلف ناموں کی تسبیح پڑھتے ہیں۔لیکن وہ قابل قبول نہیں اس لئے کہ اس میں تصور نبوتؐ و ولایتؑ غائب ہے۔دوسری بات یہ کہ ذاتِ خداوندی کی تسبیح اس لئے بھی نا قابل قبول ہے کہ اس کی ذات بلا انبیاؑ و آئمہ علیھم السلام کی وساطت و معجزات کے ظہور کے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ہم خدا کو اُنؑ حضرات کے اعمال و محسوسات کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

ہم خدا کی رضا و منشا معلوم نہیں کر سکتے جب تک انبیاؑ و آئمہؑ کو وسیلہ نہ بنائیں ہم خدا کی مرضی کے مطابق کام نہیں کر سکتے جب تک انبیاؑ و آئمہؑ کے اسوہ کی اتباع نہ کریں ان تمام چیزوں کا سمٹا ہوا تصور ولایت کہلاتا ہے۔انبیاؑ و آئمہؑ کی ولایت کو تسلیم کرنا ہی کفر و ایمان کا فیصلہ کرنا ہے۔مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک ولایت یعنی خدائی بادشاہت کو تسلیم نہ کرلے۔

ذکراللہ سے مراد حجت زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں

قرآن کریم کی رُو سے ذکراللہ خود قرآن کریم و رسولؐ کریم کو قرار دیا گیا ہے لیکن قرآن صرف ایک ضابطہ حیات ہے۔وہ خود بول کر ہدایت نہیں کرسکتا۔وہ خود، خود پر عمل کر کے نہیں دکھا سکتا۔اس لئے اور اسلئے بھی کہ قرآن کریم دراصل علوم محمدؐیہ کا مجموعہ ہے۔لہٰذا حقیقی ذکر دراصل صاحبؑ قرآن ہی ہے۔لہٰذا جہاں جہاں قرآن میں قرآن کریم کو ذکر فرمایا گیا ہے۔وہاں ہر جگہ صاحبؑ قرآن مراد لیا جائے گا۔

احادیث سے ثابت ہے کہ صرف اور صرف ذکر سے مراد جناب ولایت مآبؐ و رسالت مآبؐ ہیں اور وہ دونوںؐ اور سب محمدؐ ہیں، عالینؑ ہیں۔اور اس دور کے

محمدؐ حضور قائم آل محمدؐ امام عصر والزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ انہیؑ کے حضور ہمارے اعمال پیش ہوتے ہیں انہیؑ کی طرف ہماری بازگشت اور رجعت ہے وہیؑ مرجع خلائق اور ذکراللہ ہیں۔ اس لئے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ میں سعی صرف امامؑ زمانہ کی طرف کرنا ہوگی۔

ذَرُوا الْبَیْعَ۔ البیع سے بالکل کٹ کر ہمیشہ کیلئے دست بردار ہوجانا۔

ایسے تمام معاملات جو ذکراللہ کے روبرو پیش ہونے میں حارج ہوں ذروا البیع کی رُو سے حرام ہیں۔ قارئین غور فرمائیں کہ آیت میں ترتیب کے لحاظ سے ذروا البیع نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کے مولویانہ معنی (دوڑ پڑو یا جلدی جلدی چل کر جاؤ) غلط ثابت کر دیئے۔ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کی بنا پر جس کے کان میں اذان یا ندا پہنچی اس نے فوراً دوڑنا شروع کر دیا تو پھر اسکے بعد ذروا البیع کہنا اس لئے فضول وعبث ہوگا کہ مومنین تو فوراً دوڑ گئے۔ اب تجارت چھوڑ دو، سودا یا خرید وفروخت ترک کردو کس سے کہا جائے گا؟ اور کیوں کہا جائے گا؟ اس لئے اس کے وہی معنی (ذکراللہ کی طرف کوشاں ہوجاؤ) صحیح ہیں جو ہم نے پیش کئے ہیں۔ بہرحال ذروا البیع کے حکم سے ہم ہر وہ چیز ترک کر دیں گے جس کو ابلیسی معاشرہ ترک کرنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کسی غیر معصوم نظام یا فرد سے ہرگز ہرگز البیع کا تعلق نہ رکھیں۔ سب سے کٹ کر، بریت یا تبرا کر کے الگ ہو جائیں اور دامن عصمتؑ کو مضبوطی سے تھام لیں۔ ہماری ہر فکر، ہمارا ہر قدم، عمل واقدام قیام ولایت کی غرض سے وابستہ ہونا لازم ہے۔ لہٰذا ذروا البیع کے معنی میں ولایت کے خلاف ہر تصور، ہر فکر وعمل اور ہر نظام سے کلی مقاطعہ اور دائمی تبرا داخل ہے۔ اس لئے اپنے نفوس کو آزاد کرلو۔ ہر غلط معاہدہ توڑ ڈالو۔ تمام علائق اور عواطف اور پابندیوں کو کچل دو، قطع کردو

اسلئے کہ بیع صرف امام علیہ السلام کیلئے ہے۔ ولایت وقیام ولایت سے مخصوص ہے۔

<u>البیع صاحبؑ زمانہ وحجتؑ خدا سے حلال ہے لازم ہے، ورنہ حرام ہے</u>

قرآن کریم میں آیت 9/111 میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:۔

''بالتحقیق اللہ نے مومنین میں سے ان کے نفوس کو اور ان کے اموال کو جنت کے یقینی عیوض پر خرید لیا ہے۔۔۔۔ وہ تمام مومنین اپنی اس بیع پر جو انہوں نے اللہ کے ساتھ بیع کی ہے ہم سے مژدہ بشارت سن کر مسرور ہوں۔ وہ ان کی بیع ہی تو فوز العظیم ہے''۔

اس آیہ کریمہ میں بیع وشرا کا پورا پورا معاملہ آپکے سامنے آ گیا۔ یہ ہے وہ بیع جو دین ودُنیا میں خدا کو پسند ہے۔ یہ بیع کسی لمحہ حرام نہیں ہے۔ جمعہ کے روز یہی بیع ہے جس کی تجدید وتثبیت کیلئے امامؑ کے حضور حاضر ہونا لازم ہے۔ یہی **<u>بیع باقی ہر قسم کی بیع پر پابندی عائد کرتی ہے</u>**۔ اور جو بیع یا شرا اُسکے اثر ونفوذ میں دخل انداز یا حارج ہو حرام مطلق ہے۔ اسی لئے ہر وہ جزوی بیع جس میں کوئی شخص اپنی ذات کو روزی پیدا کرنے کیلئے عارضی طور پر وقف کردے جمعہ کے روز قطعاً حرام ہے۔ اسلئے کہ آج تمام انسانوں کے مالک وآقا اور حجۃِ خدا کے سامنے جانا ہے۔ حجۃِؑ خداوندی تمام مومنین کے نفوس، جان ومال واولاد کی مالک ہے۔ یہ سب اُسکے ہاتھ میں بکے ہوئے یا فروخت شدہ ہیں۔ جو شخص اپنی جان ومال واولاد وازواج واقربا وغیرہ کو حجۃِؑ خدا سے عزیز تر خیال کرے وہ کافر ہے، جہنمی ہے، مردود وملعون ہے۔

لہٰذا بیعت صرف ولایت سے ہوگی۔ ولایت کیلئے ہوگی ولایت کی رضامندی سے ہوگی ورنہ حرام ہے جمعہ ہو یا جمعرات، کسی پیر سے ہو یا فقیر سے ہو، بیع حرام ہے۔ بیع صاحبؑ زمانہ وحجتؑ خدا سے حلال ہے لازم ہے ورنہ حرام ہے یہی وہ بیع ہے جو ذکر اللہ کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی بلکہ ذکر اللہ کی کثرت کا سبب بنتی ہے۔

<u>ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ</u>o

قیام جمعہ کیلئے علم (تعقل، تدبر، تفکر، حکمت) کی شرط کو خیر کیلئے لازم کیا گیا۔ یعنی اگر تمہیں علم ہو تب ہی وہ سب کچھ تمہارے لئے خیر ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ بلا علم کوئی عمل کرنا حماقت ہے علم و حکمت خود خیر ہے بلکہ خیر کثیر اسی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام و رسوؐل اللہ نے فرمایا ہے کہ بلا علم عمل کرنے سے اصلاح کی بہ نسبت فساد زیادہ ہوگا۔ قرآن کریم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ بلا علم بات تک نہ کرو (17/36)۔ ہمارے راہنمایانِؑ دین ہرگز نہیں چاہتے کہ لوگ عبادت کو تفکر کے بغیر اختیار کرلیں۔ اس لئے کہ **فاسعوا الی ذکر اللہ** میں تعقل و تفکر کے نتیجہ میں ہر عاقل ایک معصوم قیادت یا ولایت تک پہنچے گا۔ اور بلا تفکر و تعقل اندھی تقلید غیر معصوم نظام کو قائم کرے گی۔ لوگ اگر جہالت سے محفوظ نہ رکھے جائیں گے تو وہ مسجدوں میں ٹکریں مارنے کے عادی تو بنائے جاسکیں گے مگر مقاصد اہل بیتؑ فنا ہو کر رہ جائیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ ”جو بلا سمجھے تجارت کرے گا وہ سود خوری میں مبتلا ہو جائے گا“۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ تجارت ایک بازاری کام ہے۔ اگر یہ بلا علم حرام ہو جاتی ہے تو دین کے اہم منصوبوں پر بلا علم عمل کرنے سے کسی خیر کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ لہٰذا معلوم ہوا کہ جہلا کو نماز جمعہ سے اسی لئے علیحدہ رہنا چاہئے کہ وہ بجائے دین کو فائدہ پہنچانے کے نقصانات پہنچائیں گے اور معذور ہونے کی بنا پر ماخوذ بھی نہ کئے جاسکیں گے۔ اس لئے پہلے نمبر پر معاشرہ کی اندرونی اصلاح کرنی چاہئے۔ پہلے آدمیوں کو آدمی بنایا جانا چاہئے پھر نماز و روزہ مفید ہے۔ ورنہ نماز کے دوران جوتیاں چُرائی جائیں گی۔ نماز پر اُجرت لی جائے گی نماز کو حرام خوری کا ذریعہ بنالیا جائے گا اور تمام فتنے و فساد مسجدوں میں جنم لیں گے۔

ہمارے راہنمایانؑ دین چاہتے ہیں کہ انسان پہلے نمبر پر عاقل ہو۔ اس کے بعد دین کا اجر ہوگا۔ یہ کام اور دین کی ہر بات عاقلانہ طریقہ پر سمجھے گا۔ پھر اس پر عقل

مندانہ عمل کرے گا۔ تفکر و تدبر، تعقل سے اعمال کی درجہ بندی یا تدریج قائم کرے گا۔ یعنی جو کام پہلے کرنے کے ہیں ان کو اوّل نمبر دے گا۔ اس طرح بے محل کام کرنے یا ظلم کرنے سے محفوظ رہے گا۔ معصومؑ راہنمائی پر عقل و فکر سے عمل درآمد اسے اس کائنات میں لامحدود ترقی سے وابستہ رکھے گا۔ جاہلانہ نمازیں اور روزوں میں اپنا وقت ضائع نہ کرے گا عبادت سے نتائج مرتب کرے گا۔ معراج حاصل کرے گا۔

<u>خَیْرٌ</u>۔ خوبی والا ہونا۔ صاحب فضیلت ہونا۔ ترجیح دینا۔ پسند کرنا۔ صاحب اختیار ہونا۔

اللہ نے فرمایا ہے کہ ''متقین سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے تربیت کنندہ نے کیا نازل کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے رب نے خیر (قرآن) نازل کیا ہے۔ اُن لوگوں کیلئے جو اس دُنیا میں احسان پیشہ ہیں حسنہ ہے۔ اور دارالآخرۃ میں بھی خیر (قرآن) ہے۔ اور متقین کی قیامگاہ بڑی عمدہ ہے۔'' (16/30)

یہ پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن و صاحبان قرآن علیہم السلام ایک ہی ہیں۔ ذکر وہی ہیں صاحبان ذکر وہی ہیں۔ مطلقاً متقین وہی ہیں مطلقاً محسنین وہی ہیں۔ الخیر ایسا لفظ ہے جس میں ہر اچھا قول و فعل و عبادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد وغیرہ سب داخل ہیں۔ خیر کی سمٹی ہوی شکل کو علم و حلم میں ظاہر فرمایا گیا ہے ''خیر'' یہ ہے کہ مومنین کے علم میں زیاتی ہوتی جائے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے آیت 6/158 کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اللہ کے فرمان کے سلسلہ میں کہ کسی کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اگر وہ پہلے سے میثاق پر ایمان نہ رکھتا تھا یا دوران ایمان اس نے خیر کو کما کر حاصل نہ کیا ہو۔ فرمایا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ انبیاؑ و اوصیاؑ اور خاص طور پر ولایت امیر المومنینؑ کا اقرار نہ کر چکا ہو فرمایا اس کو ایمان فائدہ نہ دے گا اسلئے کہ اسکا ایمان سلب ہو چکے گا؟''

معلوم ہوا کہ خیر ولایت پر ایمان لانے میں ہے یعنی ولایت پر ایمان بھی خیر میں داخل مگر صرف ایمان خیر نہیں ہے مکمل خیر تو خود ولایتؑ ہے۔قرآن اور احادیث میں حضرت فاطمہؑ کو خیر کثیر کا معدن فرمایا گیا ہے ان معظّمہؑ کا باپؐ،شوہرؑ انکے تمام بچّے سلام اللہ علیہم حکمت و مجموعہ خیر کی بنیاد ہیں،اصل ہیں،مصدر و منبع ہیں،مجسم خیر ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:" 1۔ <u>**ہم مجموعہ خیر کی بنیاد ہیں**</u> 2۔ <u>**نیکیوں کا تمام مجموعہ ہماری فروعات ہیں**</u> 3۔نیکیوں میں سے ایک نیکی خدا کو ایک ماننا اور ثابت کرنا ہے 4۔ایک نیکی نماز ہے 5۔اور روزے ہیں 6۔غیظ و غضب کو برداشت کرنا ہے 7۔کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا تا کہ اچھائی میں ترقی ہو سکے 8۔ضرورت مند پر رحمت 9۔پڑوسی سے معاہدہ 10۔صاحبان بزرگی کی عظمت کا اقرار کرنا۔(روضۃ الکافی صفحہ 242)

لہٰذا یہ کہنا کہ نماز خود مجسم خیر ہے ہرگز ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے۔توحید جسے اصول میں شامل کیا جاتا ہے اگر وہ فروع میں ہے تو یاد رہے کہ نماز فروع کی فروع میں مشکل سے داخل ہو سکے گی۔

امامؑ نے فرمایا ہے کہ نیکیوں کا پورا مجموعہ یا جو کچھ بھی نیکی کہلا سکتا ہے سب ہم نے شروع کیا اور وہ سب ہم تک پہنچنے کیلئے ہے۔ ہر نیکی کی ہم سے ابتدا ہوئی ہے اور ہم پر انتہا ہوتی ہے۔توحید کی شناخت ہم نے کی اور ہم نے اس دنیا میں خدا کی وحدانیت کو پھیلایا۔ہم ہی تعارف ذات باری کا سبب ہوئے۔لہٰذا "ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔" میں علمی معیار پر اگر خیر کے معنی کو نہ سمجھا جائے تو وہی نماز جمعہ شر ہو جائے گی۔وہ خیر کے دائرہ میں جب ہی داخل ہو گی جب کہ آئمہ معصومین علیھم السلام کو منبع خیر و مصدرِ خیر و کل خیر سمجھ کر اُن کی ولایت کے قیام کے لئے نمازیں قائم کی جائیں۔

آیت(2): فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللهِ وَاذْكُرُوا اللهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ o (62/10)

''چنانچہ جب سربراہِ اسلام نماز ختم کرنے کا حکم دے دے تو تم سب زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے تازہ بتائے ہوئے فضل وکرم میں سے اپنا حصہ حاصل کرو۔ کثرت سے اللہ کا تذکرہ کرتے اور اپنے حصے کا کام کرتے رہو۔ شاید تم یوں بھی فلاح پاسکو''

سرسری تعقل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نماز جمعہ کی طرف بلانے میں کسی خاص انعام واکرام ومفاد کا قطعی تذکرہ نہ کیا گیا۔ نہ نماز کے دوران مسجد میں عبادت کرنے والوں کی کوئی مدح وثنا ہوئی۔ بلکہ نماز کے ختم ہو جانے کے بعد تلاش فضل اور ذکر کثیر کا حکم ملا۔

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ : اور جب نماز فیصل کردی جائے۔

قضٰی کے معنی کا تعین: مَا معنی قضٰی : فرمایا کہ جب فیصلہ کر دیا تو مذکورہ تمام چیزیں وقوع میں آکر قاضی بن گئیں وہ صورت حال اب قابل واپسی نہیں رہتی ہے۔ (اصول کافی کتاب التوحید باب المشیۃ والارادۃ)

نماز کا قضا ہونا عموماً اس وقت بولا جاتا ہے جب مقررہ وقت کے گزر جانے کا شرعاً یقین ہو جائے اور وقت کے اندر اندر نہ پڑھی جاسکتی ہو۔ یہ غلط العام معنی اختیار کرنے سے فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ کے معنی ہو جائیں گے کہ جب نماز قضا ہوگئی یعنی فوت ہوگئی یعنی وقت کے اندر اندر نہ پڑھی جاسکی۔

قرآن کریم میں یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اذا قضی اللہ و رسولہ جب خدا اور اس کے رسوؐل نے ایک بات طے کردی ہو۔ (33/36)

مما قضیت: پھر جو کچھ تم فیصلہ کردو۔ (4/65)

شرعی جج کو قاضی کہا جاتا ہے اور قاضی القضاۃ سب سے بڑے قاضی یا چیف

جسٹس کو کہتے ہیں اس لئے یاد رکھئے اور کبھی نہ بھولئے کہ لفظ قضا یا اس خاندان کے الفاظ جہاں آپ بولیں وہاں اس کا خیال رکھیں کہ قاضی موجود ہے تو لفظ قضا سو فیصد صحیح بولا جائے گا۔ نماز کیلئے یہ لفظ ایک قاضی کے بغیر بولنا مقصد اصلی کے خلاف بولنا ہے یعنی اس نماز پر بولا جانا چاہیئے جو قاضی نے جماعت سے پڑھائی ہو۔

لہٰذا بات یہ ہوئی کہ جب نماز جمعہ کے لئے ایک مختار حاکم و قاضی کے مقام سے ادا ہو جانے کا فیصلہ ہو جائے، تو ''فَانْتَشِرُوا فِی الْأَرْضِ'' پھر روئے زمین میں پھیل جاؤ، منتشر ہو جاؤ اور فضل خداوندی حاصل کرو۔

فَانْتَشِرُوا فِی الْأَرْضِ ۔ کے معنی ہیں تعلیمات اسلامی کو لے کر پوری نوع انسانی تک پہنچانا۔ کائنات کے گوشے گوشے میں پوری بنی نوع انسان کو ولایت سے منسلک کرنے کیلئے پھیل جانا۔ تاکہ مرکزی جمعہ کے ساتھ لاتعداد جمعے وابستہ ہو کر اور تعلیماتِ معصومؑ دنیا میں پھیل کر ذکر کثیر بن جائیں۔ اس کے بعد فضل خداوندی سے وابستگی تو اس کا لازمہ ہے۔ نتیجہ میں فضل اللہ تم پر متوجہ ہوگا اور تم دین و دنیا میں، آخرت و اُولیٰ میں سرفراز و ممتاز ہوں گے۔ یہ وہ مقصدِ جمعہ و جماعت ہے جس کا ہر ہر لفظ قرآن و حدیث سے بین طریقہ پر ثابت ہے۔

فضل اللّٰہ :۔ دنیا طلبی یا دنیاوی زندگی کے سامان کی فراہمی جمعہ جماعت کے بعد یا کسی اور دن اللہ و رسولؐ کے نزدیک مذموم اور گھٹیا چیز ہے۔ اسے فضل اللہ سمجھنا حماقت و بے دینی ہے۔ دنیا کے تمام کاروبار کیلئے اللہ اور امام رضاؑ کا فرمان یہ ہے۔

یہ جو اللہ نے فرمایا ہے کہ :۔ ''کہدو کہ اللہ کے فضلؑ اور اُس کی رحمتؐ دونوں سے فرحت حاصل کرو۔ جو کچھ تم جمع کرتے ہو اس کے مقابلہ میں وہ دونوں خیر ہیں'' (10/58) کا کیا مطلب ہے؟

''فرمایا کہ اس سے مقصود ولایت محمدؐ وآل محمدؐ ہے کہ وہ اس سب کے مقابلہ میں خیر ہے جو یہ لوگ اپنی دُنیا میں بٹورتے (جمع کرتے) رہتے ہیں۔ (الکافی)

قرآن و حدیث نے ایک ہی جگہ خیر و فضل کی مرادیں متعین کردیں اور اس دنیا میں جو کچھ جمع کرنا ہے وہ ولایت ہے اور کسی چیز کا جمع کرنا یہاں بلا مقصدِ قیام ولایت حرام ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمات کے نشر و اشاعت کا معصوم انتظام قیامت تک باقی رہنا اس کائنات کا سب سے بڑا معجزہ ہے سب سے بڑا انعام اور دو لفظوں میں فضل اللہ ہے۔ محمدؐ وآل محمدؐ ہی سب سے بڑی اور سب سے پہلی نعمت خداوندی ہیں اور جس قدر نعمتیں بندوں کو ملیں یا مل سکتی ہیں وہ سب ان ہی کی وجہ سے اور ان ہی کے سبب ملیں اور ملتی رہیں گی۔ جب وہ حضرات نعمتوں کی بنیاد اور خود نعمت عظمٰی ہیں تو خود وہی فضل اللہ ہیں ان کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے اور ان کے مقاصد کو نافذ کرنے ہی میں فضلِ خداوندی مل سکتا ہے۔

آیات جمعہ اور وجوب نماز جمعہ

آیاتِ جمعہ سے نماز جمعہ کے مطلق یا وجوب عینی یا فرض ہونے کو ثابت کرنا دراصل ایک مغالطہ ہے۔ آیت کے الفاظ سے نماز جمعہ نہ فرض ہے نہ واجب ہے نہ اختیاری نہ حرام۔

اول۔ یہ کہنا کہ نماز جمعہ میں سعی یعنی دوڑنا یا تیز چلنا واجب ہے۔ فقہائے اسلام اور قانونِ فقہ کے خلاف فتوٰی ہے۔ احادیث میں دوڑنے تیز چلنے بلکہ ہر اس بات کی ممانعت ہے جو سکون و وقار کے خلاف ہو۔

دوم۔ جو شخص آہستہ آہستہ، باوقار طریقہ پر نماز جمعہ کیلئے پہنچے۔ اُسکی نماز جمعہ فاسد نہیں

ہوتی ۔لہٰذا سعی واجب نہیں ہے اور جب مقدمہ ہی واجب نہیں تو مقدمہ کا ذوالمقدمہ ان کی دلیل سے سنت یا مستحب ہو گیا۔

سوم ۔سعی ،نمازِ جمعہ کا مقدمہ نہیں ہے ۔اس لئے کہ مقدمہ کے بغیر ذوالمقدمہ کا وجود ناممکن ہے ۔لیکن نماز جمعہ بلا سعی و بلا خطبوں میں شمولیت کے ادا ہو جاتی ہے ۔لہٰذا نہ دونوں لازم وملزوم ہیں نہ مقدمہ وذوالمقدمہ ہیں۔

چہارم ۔سعی بعد <u>ندا</u> واجب ہے ۔اور <u>ندا</u> سے قبل یا بلا <u>ندا</u> سعی یا نماز مطلوب نہیں ہے

پنجم ۔نماز جمعہ کے لئے <u>ندا</u> دینا مسلمانوں یا مومنین سے متعلق نہیں کیا گیا وہ صرف سعی کیلئے مخاطب کئے گئے ہیں۔

ششم ۔بالکل صحیح اور عین وقت پر سعی کرنے والا خطبوں میں شریک ہوتا ہے ۔اور خطبوں میں شرکت تمام فقہاءِ اسلام کے نزدیک واجب نہیں ہے ۔لہٰذا سعی خطبوں کا مقدمہ ٹھہرتی ہے ۔ذوالمقدمہ کے مستحب ہونے یا واجب نہ ہونے سے خود مقدمہ یا سعی واجب نہ رہی ۔یا پھر خطبے بھی واجب ثابت ہوئے۔

ہفتم ۔اللہ نے ندا کے بعد سعی کے لئے حکم دیا۔لیکن سمجھا یہ گیا کہ ہمیں سعی سے پہلے خود ہی ندا دینا لازم ہے۔

ہشتم ۔ندا خود دینا اگر تمام مومنین کے لئے لازم مان لیا جائے تو پھر نماز جمعہ ہو ہی نہیں سکتی بلکہ فساد اندر فساد ہوگا۔

نہم ۔ندا کا انتظام اور نماز جمعہ کا قیام یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی مخاطبین کا کام نہیں ۔یہ کام سربراہِ اسلام علیہ السلام کا ہے ۔اور نماز کو فیصل کرنا بھی سربراہِ اسلام کا کام ہے۔

دہم ۔نماز جمعہ کو واجب قرار دینے والوں کا منشا صرف عبادت کی تحریص وتشویق تھا۔ اس بنا پر اُنہوں نے نیک نیتی ،دیانت داری ،اور جوش دینی کے تحت ایسے فتاویٰ دئے ہیں اور ساتھ ساتھ نماز جمعہ کی حقیقی حیثیت کا کبھی انکار نہیں کیا۔

یازدھم ۔نماز جمعہ کی حرمت پر فتویٰ دینے والے علما کی صحیح ترجمانی سے وہ نہایت عاقبت اندیش۔دیانتدار اور احترام دین کرنے والے ثابت ہوتے ہیں۔

احادیث اور نماز جمعہ

نماز جمعہ کو ہم نے بھی ایک حالت میں واجب تسلیم کیا ہے۔لیکن ہمارا واجب تسلیم کرنا اس آیت کی بناپر نہیں بلکہ تمام احادیث معصومینؑ کو سامنے رکھ کر واجب ہے۔نماز جمعہ سے متعلق بھی دو قسم کی حدیثیں ملیں گی۔اوّل وہ جن سے نماز جمعہ قائم کرنا فرض یا واجب کہا گیا ہے دوسری وہ جن میں نماز جمعہ قائم کیئے جانے کے بعد نماز میں شرکت کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔

نماز جمعہ جو واجب ہے کیلئے احادیث میں مستقل شرائط:

1۔وہ ہر گز تنہا تنہا نہیں ہوسکتی جماعت اس میں لازم ہے۔خواہ کسی حدیث میں یہ شرط بیان نہ ہو؛

2۔پھر نماز جمعہ کی جماعت میں کم از کم سات افراد کا (معہ امام) ہونا لازم و مستقل ہے اس سے کم میں واجب جمعہ ادا نہیں ہوتا؛

3۔پھر یہ نماز ظہر کے اوّلین وقت میں ہونا ضروری ہے۔عصر کے وقت نہیں ہوتی؛

4۔اس میں خطبے لازم و مستقل ہیں۔بلا خطبوں کے یہ نماز ہر گز نہیں ہوتی؛

5۔اور یہ صرف عاقلوں پر واجب ہے۔ضعیف العقل سے مستقلاً ساقط ہے؛

6۔یہ بیماروں پر واجب نہیں ہے؛

7۔بچوں پر واجب نہیں بلوغ مستقل شرط ہے؛

8۔ضعیف العمر اور ناتوانوں پر واجب نہیں؛

9۔غلاموں پر واجب نہیں؛

10۔عورتوں پر واجب نہیں؛

11۔مسافروں پر واجب نہیں؛

12۔بارھویں شرط اِن سب میں شامل ہے اور وہ ہے **خوف کا نہ ہونا**۔(یہاں یہ نہ سمجھ لیں کہ بس یہی بارہ شرائط ہیں)اور ہر قسم کے خوف سے نجات مل نہیں سکتی جب تک اسلامی حکومت قرآنی خطوط پر قائم نہ ہو چکی ہو۔گویا یہ شرط وجودِ امامؑ مبسوط الید کی جگہ لیتی ہے اور اسی لئے ہم نے مسلم سلطان علیہ السلام کے وجود اور غلبہ کو الگ سے شمار نہیں کیا۔

(الف) خوف۔ایک اہم شرط

قارئین غور فرمائیں کہ جس جس سے جمعہ ساقط ہے ۔بظاہر کوئی بھی وجہ معلوم ہوتی ہو۔لیکن دراصل بنیاداسی خوف پر رکھی گئی ۔مریض کے مرض میں اضافہ کا خوف،مسافر کی صحت ومقصد سفر کی خلاف ورزی کا خوف،بچوں کے گھروں سے تنہا بلا حفاظت رکھنے کا خوف(عورتیں معاف)،بچوں کے جماعت میں شرارتیں کرنے ،گم ہو جانے اور دوسری فطری ضروریات کا خوف۔ہر جگہ اور ہر مستثنٰی کے ساتھ اصل وجہ خوف ہی ہے۔

کسی ظالم وجائرحکومت وحکمران کے ظلم وستم وجور کا خوف،امامؑ زمانہ کا اس حکومت میں عدالتی اختیارات استعمال نہ کر سکنے کا خوف۔ان کے مذہبی اعمال وافکار پر ناجائز پابندی کا خوف،ان تمام حالات میں نماز جمعہ ساقط رہے گی،خواہ باقی تمام شرائط پوری بھی ہوں یعنی امام زمانہؑ موجود بھی ہوں ان کی طرف سے اجازت بھی ہو وہؑ خود پڑھانے پر آمادہ بھی ہوں،تعداد سات یا زیادہ موجود ہو،تب بھی نماز جمعہ ترک کر دینا لازم ہوگا۔قیام جمعہ ہرگز مفید نہ ہوگا۔دوسرے الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قیام جمعہ میں سعی کے معنی خوف کو رفع کر کے امن قائم کر دینا اور سقوطِ باطل کی کوشش

کرنا ہیں۔

احادیث میں خوف کے متعلق الفاظ ''لم یخافوا '' استعمال ہوئے ہیں ''لم یخافوا الاعداء '' دشمنوں کا خوف نہ رکھتے ہوں نہیں فرمایا۔ یہاں تو خوف کو مطلق رکھا گیا ہے۔ کسی قسم کا خوف جو مقاصد جمعہ یا قیام جمعہ میں مضر ہو۔ اس میں دشمنوں کی مزاحمت کا خوف بھی ہے۔ اس میں یہ خوف بھی داخل ہے کہ ہر آنے والے جمعہ کو ایسا خطبہ اور پروگرام نہ دے سکنا جو تمام مسلمانوں کی حفاظت، صیانت و بہبود و ترقی کیلئے کافی اور مسلسل ہو۔ اس میں یہ خوف بھی داخل ہے کہ مقاصد آئمہؑ ہر ہر مسلم فرد تک نہ پہنچ پائیں۔ کہیں ہمارے پروگرام و اقدامات سے دشمن آگاہ ہو کر حفظ ما تقدم نہ کرے یا خود ہمارے پروگرام کی تخریب میں کوشاں نہ ہو۔

نماز جمعہ، خوف کی شرط سے متعلق جملہ احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

1۔ اگر تمام شرائط پوری ہو جائیں اور کسی قسم کا خوف بھی نہ ہو تو نماز جمعہ بھی واجب ہے اور اس کا قائم کرنا بھی واجب ہے؛

2۔ لیکن اگر کسی قسم کا خوف موجود ہے تو تمام شرائط کے پورا ہو جانے کے بعد بھی نماز جمعہ قائم نہیں کی جاسکتی؛

3۔ یہی نہیں بلکہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز تو درکنار نماز ظہر بھی جماعت سے پڑھنا منع ہے؛

4۔ اور اگر کسی قسم کا خوف نہ ہو تو بھی ایک قریہ میں اگر کوئی جمع کرنے والا موجود نہ ہو تو نماز جمعہ نہ پڑھی جائے گی۔ صرف ظہر کی نماز جماعت سے ہو گی اور جمعہ کو ساقط رکھا جائیگا جب تک کہ جمع کرنے والا موجود نہ ہو؛

5۔ خوف کی حالت میں جمعہ و جماعت ہی ساقط نہیں ہیں بلکہ مومنین کا ایک ہی وقت میں ایک جگہ جمع ہو کر کسی وقت کی نماز انفرادی طور پر ادا کرنا بھی ممنوع و ساقط ہے؛

6۔ اور آخری بات یہ ہے کہ ان پانچوں احکام کے خلاف عمل کرنے والا شخص امام زمانہ

علیہ السلام کی گرفتاری اور دین کی تباہی کا مجرم ہے۔خدا ہمارے دشمنوں کو بھی ایسے جرم سے بچا کر راہ ہدایت دکھائے آمین ثم آمین۔

(ب) امامؑ مبسوط الید:

قیام جمعہ کیلئے امامؑ کا مبسوط الید ہونا لازمی شرط ہے۔قارئین جانتے ہیں کہ حقِ حکومت صرف امام معصومؑ کو دیا گیا ہے۔ان کے علاوہ خدا کی طرف سے حاکم کہلانا باطل ہے۔اور نماز جمعہ کا قیام منشائے حدیث کی رُو سے صرف اس وقت ہوسکتا ہے جب کہ اسلامی احکامات کو اقتدار و تمکن حاصل ہو۔اھل اسلام کا ایک امامِ معصوم یا قطعی عالم و عادل امام مبسوط الید موجود ہو۔قانون قرآنی اُس کے حکم سے جاری و نافذ ہو۔نظمیہ و عدلیہ کا مستحکم قیام ہو۔قانون کی اطاعت کرنے والوں کو انعامات خداوندی دئے جانے کا انتظام ہو۔خلاف ورزی کرنے والوں کو صحیح صحیح سزائیں دینے کا بندوبست ہو۔منافقین ومخرّبین کی سرکوبی کے لئے قوت موجود ہو۔عدل و انصاف کے سامنے رکاوٹ نہ ہو۔یہی وہ صورت حال ہے جس کو ظاہر کرنے کے لئے حکومت اسلامیہ کی اصولی شکل پیش کی گئی تھی۔اسلامی قوانین کا آزادانہ نفاذ اور حدود و قصاص کا اِجرا، قیام نماز جمعہ کے لئے ابتدائی چیزیں ہیں۔

اسی لئے نماز جمعہ کیلئے کم از کم سات مسلم افراد کی شرط رکھی گئی جو انتظامِ خلافت الٰہیہ کی ضروری شکل ہے۔حضرت امام محمد باؑقر نے فرمایا کہ ''جمعہ مسلمانوں میں سات پر واجب ہے۔اس سے کم پر واجب نہیں،ان میں سے (1) الامامؑ ہے۔(2) اور الامامؑ کا قاضی ہے (3) مدعی ہے (4) مدعا علیہ ہے (5) (6) دو گواہ ہیں (7) اور وہ عہدیدار جو الامامؑ کے سامنے حد جاری کریں''۔(الاستبصار)

اس حدیث میں (1) مسلم رعایا (2) ان کا حاکم امامؑ معصوم (3) محکمہ عدل (عدلیہ) (4) اور نظم وضبط (نظیمہ) دکھا کر اسلامی ولایت کا نچوڑ پیش کر دیا گیا ہے یہ سب لازم

وملزوم ہیں ان میں سے کسی ایک کا اسلامی تصور دوسروں کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

یہ بھی امام کی ذمہ داری ہے کہ قیدیوں کو جمعہ کے دن جمعہ کے لئے قید سے نکال دے (حدیث) یعنی ان قیدیوں پر نماز جمعہ واجب ہے لیکن اگر ایسا امام موجود نہ ہو جو انہیں نماز جمعہ کے لئے آزادی عطا کرے تو یہ واجب نماز خود بخود ساقط ہو جائے گی۔ اور اس کی جگہ ظہر واجب اور نماز جمعہ سنت رہ جائے گی۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ امام مبسوط الید کا ہونا لازم ہے۔

<u>تمام کتب احادیث میں سے نماز جمعہ کے متعلق تمام احادیث کو سمیٹ کر مندرجہ ذیل چودہ جملوں اور چند سطروں میں جمع کر دیا گیا ہے۔ کہ:۔</u>

اگر مذکورہ بالا تمام شرائط حاصل ہوں تو:۔

(1) نماز جمعہ قیامت تک واجب ہے فرض ہے؛

(2) ہر مسلمان پر شرائط کی موجودگی میں نماز جمعہ خدا اور رسولؐ اور آئمہ علیہم السلام کا حقِ واجب ہے؛

(3) جو کوئی اسے تمام شرائط کی موجودگی میں ترک کرے خواہ حقیر جان کر خواہ لاپرواہی سے وہ اسلام سے خارج و جہنمی ہے؛

(4) اس نماز میں دو رکعات دو قنوت اور دو خطبے ہوں گے؛

(5) پہلی رکعت میں سورہ جمعہ دوسری میں سورہ منافقون لازماً شامل کی جائیں گی؛

(6) دونوں خطبوں کے درمیان وقفہ کے لئے ذرا دیر بیٹھا جائے گا؛

(7) قرأت برابر بالجہر ہوگی؛

(8) قنوت پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے دوسری میں رکوع کے بعد ہوگی؛

(9) پیش نماز عمامہ وعبا وقبا وردا پہنے گا؛

(10) عصا یا تلوار کا سہارا لے کر خطبہ پڑھے گا؛

(11) اس نماز سے سر تابی منافقین کی شناخت ہے؛

(12) اس کے بے حد و حساب فضائل و مناقب و ثواب ہیں؛

(13) اور اس کے حقیقی قیام کی سعی ہر شخص پر ہر حال میں واجب و فرض و لازم ہے؛

(14) حقیقی قیام کے نتیجہ کی برآمدگی کے بعد اس نماز سے کوئی مستثنٰی نہ رہے گا۔

نماز جمعہ سنت بھی ہے، تین اقسام

قیام جمعہ آئمہ معصومین علیہم السلام کا نا قابل فراموش عظیم ترین حق ہے جو غصب کیا گیا اس کے لئے ان حضرات کے قلوب برابر زخمی ہیں۔ ہمیں قیام جمعہ و جماعت یا قیام عیدین کیلئے اپنے تمام وسائل، اپنی تمام دانش و فرزانگی اپنی تمام قوت و بضاعت بر سر کار لانی چاہیئے۔ انہیں دلوں کے اندر تازہ رکھنا چاہیئے۔ اسی لئے ان واجب نمازوں کو سنت کی شکل میں بھی ہمیں سکھایا گیا ہے۔ سنت کی راہ سے ہمیں فرض تک پہنچنے کی تدریج و تقسیط بنانی ہے۔ سنت کی حالت میں ہم ان کی صورتوں میں تبدیلی کے مجاز ہیں، کمی یا زیادتی کا اختیار رکھتے ہیں۔ شرائط پوری نہ ہونے کی صورت میں نماز جمعہ تین طریقوں سے پڑھی جاتی رہی ہے۔ یعنی سنت نماز جمعہ کی تین قسمیں ہونا احادیث سے ثابت ہے۔

(1) ایک نماز جمعہ فرادیٰ ہے۔

(2) دوسری نماز جمعہ جماعت سے ہے جس میں خطبہ نہ ہوگا۔

ان دونوں میں چار رکعتیں پڑھی جانے کا حکم ہے اور یہ دونوں واجب نہیں سنت ہیں ان کے بعد ظہر ساقط نہیں ہوتی۔

(3) ان دونوں میں سورہ جمعہ اور منافقون کیلئے عذرات کے ماتحت رخصت دی گئی ہے۔

ہفتہ میں واجب یا فرض نمازوں کی تعداد

ایک ہفتہ میں کل واجب یا فرض نمازیں 35 ہیں۔اس تعداد کو نہ بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ ہی کم کیا جا سکتا ہے اور حکم بھی یہی ہے کہ جب بھی نماز جمعہ واجب کی حیثیت سے پڑھی جائے گی (جو کہ انتظامی امور کیلئے امام زمانہؑ کی مصلحت پر مبنی نماز ظہر ہی کی شکل ہے) ظہر ساقط کرنا لازم ہے۔یہ ہرگز جائز نہیں اور نہ ممکن ہے کہ نماز جمعہ واجب کی حیثیت سے پڑھی جائے اور ظہر بھی پڑھی جائے اس طرح ہفتہ میں واجب یا فرض نمازوں کی تعداد 35 سے 36 ہو جائے یہ تعداد کسی بھی اسلامی کتب میں مذکور نہیں ہے۔

مقاصد قیام جمعہ

جمعہ،عیدین،حج وغیرہ کے اجتماعات کا مقصد تمام بنی نوع انسان کو ایک معصومؑ نظام سے وابستہ کرنا ہے۔نماز جمعہ و جماعت کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے (علل الشرایع صفحہ 265باب 182علل الشرایع و اصول الاسلام) امامؑ نے فرمایا کہ:

1۔نماز امامؑ کے ساتھ ہی کامل ہوتی ہے۔اور اس کا سبب؛

2۔امامؑ کا علم و فقہ اور فضل و عدل میں درجہ کمال پر ہونا ہے تا کہ؛

3۔امامؑ کے وسیلے سے بنی نوع انسان میں علم و فقہ و فضل و عدل عام ہو جائے؛

4۔خطبہ کا مقصد یہ ہے کہ امامؑ جمعہ کے روز منظر عام پر انسانوں کی ھدایت کے لئے تمام متعلقہ اقدامات کر سکے؛

5۔دینی مصلحتوں کے مطابق تمام انسانوں کی توفیقات اور عملی قوتوں کو موثر و مربوط کر سکے؛

6۔بنی نوع انسان پر گزرنے والے اور آئندہ پیش آنے والے حادثات و احوال کا

تدارک کرے؛

7۔مضرتوں سے محفوظ اور منفعتوں سے وابستہ رکھے اور؛

8۔یہ سب کچھ امامؑ کی جگہ کوئی دوسرا پیش نماز ہرگز نہیں کرسکتا؛

9۔اس لئے کہ کوئی چیز یا کسی اقدام وعمل کی حقیقت کا جاننا دوسروں کے لئے ناممکن ہے۔جب تک براہ راست وحی خداوندی سے وابستہ نہ ہوں؛

10۔صلاح وفلاح اور فساد ومضرّت ،نفع ونقصان اپنے حقیقی معنی میں صرف امامؑ پر منکشف ہوتے ہیں۔باقی انسان مضرت کو منفعۃ سمجھ سکتے ہیں۔اُنہیں دھوکہ ہوسکتا ہے؛

11۔حوائج وضروریاتِ اجتماعی کاعلم بھی محض امامؑ ہی کو حاصل ہوتا ہے۔اس لئے کہ وہ بنی نوع انسان کے اجتماعی ضمیر اور مزاج کی اصلاح اور فلاح کا ضامن ہے؛

12۔امامؑ ہی کی ذمہ داری ہے کہ انسانوں کو اس کائنات کے علوم عطا کرے علوم کا صحیح مصرف بتائے اور تنفیذ احکام وشریعت میں سہولت بہم پہنچائے تاکہ انسان فساد سے محفوظ رہیں۔

یعنی ان تمام اجتماعات کا مقصدِ اصلی خودسربراہ اسلام ہوتا ہے تاکہ منشائے خداوندی اورضروریات انسانی پر کماحقہٗ عمل درآمد ہوسکے۔اسی لئے جمعہ وجماعت کے بعد آیت 62/10 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ امام کی سطح سے حاصل کی ہوئی تعلیمات کو لے کر اس زمین میں پھیل جاؤ یعنی ان تعلیمات کے ناشر بن جاؤ۔ان کی نشر واشاعت سے فضلِ خداوندی وابستہ ہے۔تمہارا یہ عمل درآمد ذکراللہ کو کثیر کرے گا۔ذکر کی کثرت سے تمہیں حصہ ملے گا۔یوں فلاحِ انسانی نصیب ہوگی۔وہاں یہ منشا ہرگز نہیں ہے کہ نماز پڑھ کر پھر اپنے کاروبار میں الجھ جاؤ جیسے نماز جمعہ وجماعت سے پہلے تھے ویسے ہی ناکام ونامراد نماز کے بعد۔

عام پیش نماز یا خودتراشیدہ اَعلم دین اور قیام جمعہ وجماعت

پیش نماز صرف امام عصر علیہ السلام کی ہدایات کو آگے بڑھا سکتے ہیں ورنہ جن اغراض و مقاصد کا نماز جمعہ سے تعلق ہے وہ مقاصد سوائے امام زمانہؑ کے دوسرا کوئی شخص پورے نہیں کرسکتا مثلاً کیا ایک عام پیش نماز یا مجتہد یا آپ کا اپنا خود تراشیدہ اَعلم، دین کی تمام مصلحتوں سے آگاہی فراہم کرسکتا ہے؟ پوری انسانیت کو اُن پر وارد ہونے والے احوال سے مطلع کر سکتا ہے؟ اور اُن تمام احوال سے محفوظ رکھ سکتا ہے جو اُن کے لئے مضرت رساں ہوں؟ کیا وہ بنی نوع انسان کو تمام ایسے اعمال بتا سکتا ہے جن میں صرف منفعت ہی منفعت ہو؟ کیا اس کے علم و فقہ اور فضل سے کسی حیثیت اور کسی مقدار میں بھی کوئی دوسرا انسان بڑھ کر یا افضل نہیں ہے؟ نہ ہوسکتا ہے؟ کیا اُسے یہ دعویٰ ہے کہ وہ اپنے علم و فضل و فقہ سے نماز کو اکمل و اتّم کر سکتا ہے؟ کیا وہ تمام انسانوں کے قول و فعل حرکت و سکون کو دین کے عین مطابق کر دینے کی قوت و قدرت رکھتا ہے؟ اگر نہیں تو نماز جمعہ کا قیام صرف کار امامت ہے کوئی غیر معصوم ان مقاصد کو پورا نہیں کر سکتا لہٰذا نماز جمعہ کا قیام اس کے لئے ناممکن ہے۔ اور اگر کوئی شخص آئمہؑ اثنا عشریہ کے علاوہ اُمت محمدؐیہ میں ان مقاصد کو پورا کر سکنے کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے، فریب ساز و باطل پرست ہے۔ اور جب کہ اس حدیث میں حصر کر دیا گیا کہ:۔ **ومنھا ان الصلاۃ مع الامامؑ اتّم و اکمل لعلمه وفقھه و فضله وعدله** ۔تو کوئی دوسرا شخص اُن سے مخصوص چیزوں کا مدعی ہوکر اسلام پر باقی نہیں رہ سکتا۔ وہ کافر ہے یا دشمنِ اسلام ہے۔ اور حدیث کے آخر میں فرمایا گیا کہ:۔ **ولیس بفاعل غیرہ مِمَّن یوم الناس فی غیر یوم الجمعة**۔ اس کے بعد یہ کس منہ سے دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ امام عصر علیہ السلام کا غیر اِن مقاصد کو بہم پہنچا سکے گا۔ یہاں تو صاف کہہ دیا گیا کہ امامؑ معصوم کا غیر یعنی ان کے علاوہ ہر وہ شخص جو جمعہ کے علاوہ امامت کرا سکتا ہے یہ کام یعنی قیام نماز جمعہ اور اُن مقاصد کا حصول کرا ہی نہیں سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ایسی واضح

احادیث کی موجودگی میں ایک شیعہ عالم کیسے نماز جمعہ کے قیام کا فتویٰ دے سکتا ہے؟

امامؑ وقت اور قیام جمعہ و جماعت

جناب علیؑ مرتضٰی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ’’احکام کا نافذ کرنا (یا حکومت) اور حدود کا جاری کرنا اور الجمعة کا قیام امام کے علاوہ کوئی بھی صحیح نہیں کر سکتا‘‘۔

اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں ملاحظہ ہو۔ ’’حقیقت یہ ہے کہ امامت دین کی مہار ہے۔ مسلمانوں کا انتظام کرنے والی ہے۔ دُنیا میں بہبودی و اصلاحِ مومنین کا ذریعہ ہے اور غلبہ فراہم کرنے والی ہے۔ وہ ہر لحہ ترقی پذیر اسلام کی بنیاد ہے اور اسلام کی بلند ترین شاخ ہے۔ نماز وزکاۃ، روزہ اور حج و جہاد مال فے (معدنیات ،خزینے ،سمندروں ،دریاؤں ، پہاڑوں اور افلاک ،ہواؤں اور گیسوں وغیرہ سے آمدنی) میں اضافہ اور صدقات وغیرہ امام (علیہ السلام) ہی کے ساتھ مکمل ہوتے ہیں ۔قانون جزا وسزا اور احکاماتِ خداوندی کا اجراء اور تحفظ امامؑ ہی کر سکتا ہے۔ اسلامی حدود کی حفاظت اور دشمنانِ اسلام وامن کی روک تھام وہی کر سکتے ہیں امام (علیہ السلام) ہی احکاماتِ حلال وحرام کو صحیح مقام پر نافذ کر سکتے ہیں۔ وہی اللہ کی قائم کردہ پابندیوں کو برقرار رکھوا سکتے ہیں اور وہی حضرتؐ دینِ خداوندی کا دفاع کر سکتے ہیں۔ وہی بنی نوع انسان کو اپنے بہترین مواعِظ اور حکمت اور معجزات سے اللہ کی راہ پر دعوت دے سکتے ہیں۔‘‘ (کافی کتاب الحجة باب نادر جامع فی فضل الامام و صفاته)

اِس حدیث میں امام معصوم علیہ السلام اور ان کی قائم کردہ حکومت کے مقاصد بنیادی حیثیت سے دئے گئے ہیں۔ یہاں آپ کا کام یہ دیکھنا ہے کہ اگر امام علیہ السلام اپنے مقام پر نہ ہوں۔ اور اُن کی حکومت برسر کار نہ ہو تو مذکورہ بالا تمام چیزیں اُلٹ کر رہ جائیں گی یعنی پھر (1) دین بے مہار اور راہ گم کردہ ہو جائے گا۔ (2) اور دین ہی گمراہ ہو جائے تو پھر اصلاح اور بہبودی اور مسلمانوں کا غلبہ بھی گمراہی

تباہی اور غلامی سے بدل جائیں گے (3) اسلام کی جڑ ہی نہ ہوگی تو اس کی شاخیں، پتے پھل، پھول، سب خشک ہو کر رہ جائیں گے (4) امام علیہ السلام سے رشتہ ٹوٹنے پر نماز نماز نہ رہے گی، زکاۃ و صیام و حج وغیرہ بت پرستی سے بدتر ہو جائیں گے (5) جہاد لوٹ مار بن جائے گا (6) صدقات وغیرہ مفت خوروں کی پرورش کا ذریعہ بن جائیں گے۔ اس سے حرام خوروں کی قوت و تعداد میں اضافہ ہوگا (7) مسلمان تنگ دستی و نکبت کا شکار ہو کر رہ جائیں گے (8) لاقانونیت دین اور قانون بن جائیں گے، جرائم پیشہ اور جرائم عام اور کار ثواب ہو جائیں گے (9) مسلمانوں پر اور ان کے بلا امامؑ دین پر کفار غالب ہو جائیں گے، ان کو اپنی رعایا بنالیں گے (10) حرام و حلال کے مسائل بھی اُلٹ جائیں گے سزا و جزا کا قانون بدل جائے گا (11) اسلامی تعزیرات معطل و بے کار ہو جائیں گی (12) دین اللہ غیر محفوظ ہو جائے گا۔ (13) راہِ ابلیس کی طرف دعوت عام ہوگی۔ (14) معجزات کا انکار کر دیا جاے گا۔"

نماز جمعہ واجب ہے مگر اس کا قیام منصب امامؑ زمانہ ہے

نماز جمعہ کا قیام محض امام معصوم علیہ السلام کے دینی اقتدار پر منحصر ہے۔ وہ نماز جمعہ جو فرض و واجب ہے جس کے لئے غسل کرنا واجب ہے جس میں دو خطبے اور دو رکعتیں دو قنوت جماعت کے ساتھ واجب و لازم ہیں جن میں سورہ جمعہ و سورہ منافقون کا پڑھنا واجب و فرض ہے جس کے بعد ظہر کی واجب نماز ساقط ہے۔ جس کی ابتدا (اذا نــودی) سربراہ اسلام کے حکم سے ندا پر اور جس کا اختتام یا فیصل (فــاذا قضیت) بھی انہی کے حکم سے ہے۔ جس میں محمدؐ و آل محمدؐ (ذکر اللہ) کی طرف سعی یا کوشاں (فـاسعوا) ہونا ہے۔ جس کیلئے دنیاوی بیع (ذروا البیع) سے خود بھی نکلنا ہے اور دوسروں کو بھی اس بیع سے بالکل کٹ کر ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جانے کے لئے مدد فراہم کرنا ہے۔ جس میں منافقوں کی سرکوبی (سورۃ منافقون) اور کائنات کی

تسخیر اور انسانیت کی تعمیر کی تعلیم کیلئے معصومؑ زبان سے خطبات ہیں اور پھر جمعہ کے اختتام پر تعلیمات محمدؐ وآل محمدؐ اور امام زمانہؑ کے تازہ ترین احکامات ساری دنیا میں پہنچانے کیلئے پھیل جانا ہے اور ذکر اللہ کو کثیر کرنا ہے جو ہمارے لئے خیر اور فضل اللہ ہے۔اس کا قیام صرف اور صرف امام زمانہؑ کے منصب اور ان کے اعلیٰ ترین حقوق میں سے ہے۔ورنہ یہ نماز جمعہ و جماعت قائم کرنا جس کی ابتدا و اختتام امامؑ کی موجودگی یا ان کی اجازت کے بغیر ہو جس میں ذکر اللہ کے خود ساختہ معنیٰ کر کے سعی کی جائے۔جس میں ہمہ وقت ایک ہی خطبے دہرائے جائیں۔تعلیمات محمدؐ وآل محمدؐ میں جمود طاری کر دیا جائے اور جس کے بعد تعلیماتِ محمدؐ وآل محمد کو پھیلانے کی بجائے دوبارہ اپنے دنیاوی کاروبار میں مصروف ہو جانا ہو،ایسی نماز جمعہ کا قیام خلافِ منشائے رسولؐ وآئمہ علیہم السلام ہے، باطل ہے حرام ہے،قرآن واحادیث سے کھلا مذاق ہے۔

باطل کے حامی و مددگاروں نے قیام حکومت اور قیام جمعہ و جماعت وحدود و احکام کو عام کر دیا ہے حالانکہ یہ مقام صرف منصوص من اللہ خلفا علیہم السلام کا تھا۔امام زین العابدینؑ نے فرمایا ہے کہ ''بارالہا یہ مقام تیرے خلفا اور برگزیدہ بندوں کا تھا اور یہ تیرے امینوں کا محل تھا۔تو نے ان کو اس بلند درجے کیلئے خاص کیا تھا۔ غاصبین نے اسے چھین لیا ہے''

جمعہ بھی عید ہے بلکہ سب عیدوں سے بڑی عید ہے اور سال میں 52 مرتبہ آتا ہے۔عید کے روز اہل بیت علیہم السلام کا غم تازہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ قیام جمعہ و جماعت اور دیگر حقوق غاصبین اور دشمنان اسلام کے قبضہ میں ہیں۔اس لئے محمدؐ وآل محمدؐ کی غیر موجودگی یا ان کے حکم کے بغیر نماز جمعہ و جماعت قائم کرنا ان کے غم میں اضافہ کرنا اور ان کے حقوق کو غصب کرنا ہے۔اللہ و رسولؐ و آئمہؑ کے احکامات کی خلاف ورزی اور کھلی ہم سری ہے۔

نماز جمعہ واجب ہے لیکن اس کا قیام سربراہِ اسلام امام زمانہؑ کی موجودگی یا ان ؑ کے حکم یا اجازت کے بغیر ممکن نہیں ۔قیام نماز جمعہ کے وجوب کو ثابت کرنے میں جو احادیث آج تک لکھی گئی ہیں ان میں صرف وجوب نماز جمعہ کی دلیل ملتی ہے اور وجوب نماز جمعہ کا کوئی منکر نہیں۔آیات و احادیث سے یہ تو ثابت ہے کہ جمعہ و جماعت اسی صورت میں قائم کی جاسکتی ہے جب:۔

1)امامؑ زمانہ خود موجود ہوں۔

2)انؑ کا حکم یا اجازت ہو۔بشرطیکہ

3)کسی قسم کا خوف (جو مقاصدِ جمعہ میں حارج ہو) نہ ہو۔

لیکن ایسی آیت یا حدیث لانا ناممکن ہے جو یہ ثابت کرے کہ نماز جمعہ قائم کرنے کیلئے:

1)خود ہی ندا دے دیا کرو۔

2)خود ہی نماز قائم کر لیا کرو۔

3)سربراہؑ امت کی اجازت یا

4)موجودگی کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

آیت جمعہ اور مومنین کی ذمہ داریاں

مومن بننے کیلئے تمام عقائد حقہ کا علم و اطلاع لازم ہے۔''معصومؑ عقائد'' کا سمجھ کر پڑھ لینا عقائد حقہ پر کما حقہ مطلع کر دیگا۔لیکن صرف اس اطلاع اور اس کو تسلیم کر لینے سے مومن نہیں بن جاتے ۔مومن کیلئے بہت سے اعمال ہیں جن میں سے

روزہ نماز وغیرہ عبادت بھی ہیں۔لیکن ان سے بھی پہلے چند چیزیں لازم ہیں۔ یعنی عبادات وعقائد کا سبب معلوم کرنا اور اُن متعلقہ نتائج کو مرتب کرا کے چھوڑنا۔صرف اس قدر کافی نہیں ہے کہ نماز کے ارکان بجالائے اور چل دئے۔جیسے کل تھے ویسے ہی آج رہے۔ بلکہ آس پاس کے بے نمازوں سے بھی بدتر رہتے چلے گئے اور نمازوں میں مشغول بھی رہے۔

آئمہ اہل بیت علیھم السلام کے مذہب سے وابستہ ایک ہوش مند انسان کا اپنا کوئی موقف نہیں ہوتا۔اس کا موقف وہی ہوتا ہے جو اُن ذواتِ مقدسہ کا موقف ہے۔مقاصد جمعہ و جماعت اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب ولایتِ محمدؐ وآل محمدؐ یعنی ولایت امام عصر والزمانؑ قائم ہو جائے۔ حضور قائم آل محمدؐ مبسوط الید ہو جائیں۔اس لئے آیتِ جمعہ جو کہ مومنین کو مخاطب کرتی ہے،کو سامنے رکھتے ہوئے۔

1۔ پہلے نمبر پر آپ مومن بنیں۔

2۔دوسری چیز یہ ہے کہ مومن بن جانے کے بعد مومنین کیلئے یہ انتظام فرمائیں کہ وہ ایک آواز پر بلا لیت ولعل جمع کئے جاسکیں۔ایک آواز پر جمع ہونے میں جس قدر رکاوٹیں ہوں یا آئندہ ہونے کا احتمال ہو ان سب کا تدارک کریں۔

3۔تیسری چیز یہ ہوگی یا یہ کہیے کہ بنیادی چیز ہوگی علم کا حاصل کرنا۔ بلا علم، جمعہ کا قیام خیر ہے نہ ایمان لانا مفید ہے۔نہ کوئی جاہل مومن بن سکتا ہے۔حصول علم فرض ہے جو اس فرض کا تارک ہے اس سے نماز روزہ اور جمعہ و جماعت قبول ہے نہ دین کا کوئی دوسرا حکم وہ پورا کرسکتا ہے۔

4۔چوتھی چیز ہے وسعتِ انسانی۔اُسی کیلئے علم و ایمان کی قوتیں درکار ہیں۔اُس میں تسخیر کائنات بھی داخل ہے۔اُس کا ذکر بھی قیامت تک لکھتے رہنے کا تقاضہ کرتا ہے۔

اُسی سے ذروا البیع پر قدرت ملتی ہے اُسی کیلئے فضل اللّٰہ کی احتیاج ہے۔ یہ چاروں چیزیں ہمارے موقف کی حدود اربعہ ہیں ۔ جمعہ و جماعت کا قیام انہیؑ کا منصب اور اعلیٰ حق ہے۔ انہیں یہ حقوق و منصب واپس دلا کر مبسوط الید کرنا ہے۔ تمام دنیاوی مصروفیات سے کٹ کر (ذروا البیع) بیعتِ امامؑ زمانہ کرنا ہے۔ ذکر اللہ کی طرف کوشاں (سعی) ہو کر امامؑ زمانہ (ذکر اللّٰہ) کی موجودگی یا حکم سے قائم ہونے والی نماز جمعہ و جماعت میں شامل ہونا ہے ۔ تعلیمات و احکامات خداوندی پر مشتمل بصیرت افروز تسخیر کائنات کرنے والے خطبات سننے کی سعادت حاصل کرنا ہے۔ اور جب امامؑ زمانہ اس نماز کے اختتام (فَإِذَا قُضِيَتِ) کا اعلان فرما دیں تو ان تعلیمات اور احکامات کو مرکزی حیثیت سے اقصائے عالم میں پھیلانے کے لئے منتشر (فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ) ہونا ہے۔ تاکہ معصومؑ تعلیمات بلا اختلاف تمام بنی نوع انسان تک پہنچ سکیں ۔ اور انسانیت معصومؑ معیار پر لامحدود ترقی کر سکے۔ جو کوئی اس پر عامل ہو۔ وہ شخص قابل رشک ہے ۔ اور دشمنان دین کا محسود ہے ۔ اور یہ پیروانِ محمدؐ وآل محمدؐ کی شناخت ہے کہ ترقی پذیر انسان ان پر رشک کر کے ترقی پذیر رہیں ۔ اور دشمنان اسلام اُن سے حسد کر کے زوال پذیر ہوتے چلے جائیں۔

امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اعمال کی نتیجہ خیزی

رسولؐ اللہ کی ذاتِ پاک اور آپؐ کی پاک آلؑ آئمہ معصومین علیہم السلام مجسم ذکرؑ، مجسم خیرؑ، فضل اللہ، دینِ مجسم، قرآن ناطق، مجسم ایمان اور نورِ مجسم ہیں ۔ رسولؐ پاک کے

بعد مسلسل آئمہؑ طاہرین اپنے اپنے زمانہ میں دینِ ناطق و دینِ مجسم اور قرآن ناطق ہیں۔ انؑ کے فرامین احادیث ہیں۔ اور انؑ کا عمل سنت ہے۔ جو عین روحِ رسولؐ و عترّت رسولؐ ہیں اور ہدایتِ خداوندی کی اصل اور بنیاد ہیں۔

امامؑ زمانہ ہی حجۃ اللہ اور دین حقیقی و ایمان کلّی ہوتا ہے

رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ:

''جو شخص اپنے زمانہ کے امامؑ کو پہچانے بغیر مر جائے وہ بے دینی کی موت مرتا ہے'' یعنی امامؑ زمانہ اللہ کی حجتؑ اور اللہ کا نمائندہ اور اللہ کی طرف سے منصوص راہنما اور ہادیٔ دین و ایمان ہوتا ہے۔

اگر ایمان وجودیؑ یا امامؑ منصوص من اللہ ہادی زندہ اور موجود نہ ہو تو ہدایت اور نیکیوں اور دینداری کا وجود اور بنیاد بھی ختم ہو جائے گی۔ اور دلوں سے نیکی کا جذبہ اور روح احساس بھی نکل جائے گی۔ جو امامؑ زمانہ کے وجود کی بنا پر موجود ہیں۔

حقیقت اس قدر ہے کہ امامؑ زمانہ کے بغیر ہدایت و ایمان اور نیکیاں اپنی حقیقی صورت میں کہیں باقی نہیں رہ سکتیں۔ جیسے سورج کے بغیر دھوپ اور شعاعوں کا وجود تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ صرف الفاظ اور نام رہ جاتے ہیں۔ دھوپ دھوپ کہتے رہنے سے کوئی شخص گرم نہیں ہو سکتا۔ روٹی روٹی ہزار مرتبہ کہہ کر دیکھ لو ہرگز پیٹ نہیں بھر سکتا۔ اسی طرح امامؑ زمانہ یا حقیقی راہنماؑ کے بغیر ہزار نمازیں پڑھو۔ روزہ کی تکلیف برداشت کرو۔ نہ نماز نماز شمار ہوتی ہے نہ روزہ اپنا اثر دکھاتا ہے۔

ایمان وجودی یا امامؑ زمانہ مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک ہی نہیں بلکہ ساری کائنات اور تمام عالمین کی مخلوقات کو نظر میں رکھتے ہیں اور انکے ظاہر و

باطن کو دیکھتے ہیں ان کی نیتوں اور ضمائر پر مطلع ہوتے ہیں اور اپنی معرفت رکھنے والوں اور ماننے والوں کی ہدایت اور راہنمائی پر قدرت رکھتے ہیں اور شیطان کے مقابلے میں ان کا دفاع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ان پر اپنا رحم و کرم ارزاں رکھتا ہے۔

کسی بھی انسان کو اس کے اپنے خودساختہ اعمال یا سنی سنائی عبادتیں یا ادھر ادھر سے چرائے ہوئے اعمال نجات نہیں دلا سکتے۔ جیسے کہ عرض کیا گیا ہے کہ روٹی روٹی کہنے سے پیٹ نہ بھرے گا یا چرائی ہوئی روٹیاں کھانا مفید نہ ہوگا۔ بلکہ مواخذہ اور باز پرس میں اضافہ ہوگا۔ نجات اسی صورت میں ملے گی جب کہ ایمان وجودیؑ سے تعلق ہوگا۔ اور اسیؑ کے بتائے ہوئے اعمال بجالائے جائیں گے تو امامؑ زمانہ کی خوشنودی اور قربت ملے گی ان کی محبت اور شفاعت سے بخشش ہوگی۔ اعمال تو ھادی کی اتباع اور پیروی کا ثبوت بنیں گے۔ امامؑ تک رسائی کا ذریعہ قرار پائیں گے۔ مگر نجات امامؑ منصوص کے فیض اور شفاعت سے حاصل ہوگی۔ اسی لئے ہدایت کی بنیادؑ یعنی محمد و آل محمد علیہم السلام سے تعلق، رابطہ اور معرفت ضروری ہے۔

ذکر وجودیؑ کی اطاعت ہی عبادت اور نجات کی ضامن ہے ورنہ گمراہی ہے

ابی بن کعب صحابی نماز میں مشغول تھے۔ آنحضرتؐ نے اسے آواز دیکر بلایا۔ اس نے نماز جاری رکھی اور نماز مکمل کر کے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اللہ کا رسولؐ خفا اور ناخوش تھا۔ اس صحابی نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے تجھے بلایا تھا تم نے میرے بلانے کی پرواہ نہ کی۔ صحابی نے نماز کا عذر کیا تو حضورؐ نے پوچھا کہ تمہیں نماز کس نے بتائی تھی؟ عرض کیا آپؐ ہی نے نماز سکھائی ہے۔ اب رسولؐ اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے ذکر وجودیؑ کے حکم کی تو تعمیل نہ کی اور ذکر صوتی کی تعمیل کی ۔ لہٰذا ایسی تعمیل کا کوئی فائدہ نہیں ہے جو ایمان وجودیؑ یعنی حقیقتِ ایمان کی نافرمانی کرادے۔ یعنی رسولؐ کا یا امامؑ زمانہ کا حکم ماننا لازم ہے۔ خواہ نماز توڑ کر تعمیل ہوتی ہو یا کوئی اور نیک عمل ترک کرنا پڑتا ہو۔ اس لئے کہ عمل اسی وقت تک نیکی رہتا ہے جب تک امامؑ زمانہ کی خوشنودی شامل رہے ورنہ اعمال کی پابندی بت پرستی بن جائے گی ۔ اعمال تو آپ کے اختیار میں ہیں ۔ کریں گے تو ہوں گے نہ کرو گے تو نہ ہوں گے۔ بت بھی آپ کے اختیار میں ہیں۔ یا آپ کے بنائے ہوئے ہیں لہٰذا اپنے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کا وہی حال ہے جو اپنے اختیار کردہ اعمال کا حال ہے ۔ خواہ وہ اعمال رسولؐ ہی نے کیوں نہ بتائے ہوں۔ ان کی پابندی کرنا اور امامؑ زمانہ کے حکم کی اطاعت نہ کرنا بت پرستی سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اگر امامؑ زمانہ نے حکم دیا ہو کہ میرے بلانے کے بعد بھی نماز نہ توڑنا ،تو وہ نماز کا نہ توڑنا ممکن ہے کہ امامؑ زمانہ کے حکم ہی کی تعمیل ہو مگر ہم یہ سوچیں گے کہ جس طرح ہمیں یاد ہے کہ امامؑ زمانہ ہی نے فرمایا تھا۔ کہ میرے بلانے پر بھی نماز نہ توڑنا اسی طرح امامؑ زمانہ بھی نہیں بھول سکتے کہ نہ توڑنے کا حکم انہوں ہی نے دیا تھا۔ لہٰذا پھر بھی مجھے بلا رہے ہیں لہٰذا ہم امامؑ زمانہ کی آواز سنتے ہی پہلا کام یہ کریں گے کہ نماز ہو حج کا طواف ہو، ایک دم اسے چھوڑ دیں گے اور امامؑ زمانہ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے۔ لہٰذا ہم ہر تازہ حکم کی اطاعت کریں گے اور قرآن کے حکم کو پہلا نمبر دیں گے یعنی اللہ نے فرمایا ہے کہ :۔ یایھا الذین امنوا استجیبوا لِلّٰہِ وللرسولؐ اذا دعاکم لما یحییکم واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ وانہ الیہ تحشرون (8/24)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم اللہ اور رسولؐ کی پکار پر فوراً لبیک کہا کرو جب کہ رسولؐ تمہیں زندگی بخشنے کے لئے بلایا کرے۔ اور یہ جان رکھو کہ اللہ آدمی کے اور اس کے دل کے درمیان حائل رہتا ہے اور اسی کی طرف تمہارا حشر ہونا ہے''۔ یہاں اللہ کا حائل رہنا امام علیہ السلام کا حائل رہنا ہے اس لئے کہ حشر کسی ایک مقام پر ہوگا اور کسی ایک مقام پر اللہ ہوتا نہیں وہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم امام علیہ السلام کے ہر نئے اور تازہ حکم کی تعمیل کرینگے اور نماز کو یا کسی اور عبادت کو امامؑ کے مقابلے میں ترجیح نہ دیں گے۔ بلکہ اگر وہؑ فرمادیں کہ نماز پڑھا ہی نہ کرو تو اپنا اجتہاد نہ کریں گے۔

ہمارے اعمال تو حجج اللہ کی عملاً قربت حاصل کرنے اور پیروی کر کے ساتھ دینے کے مترادف ہیں۔ جن کے ذریعہ ہم حجج اللہ کے ساتھ (شفاعت) کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اعمال ہی کا نجات کے لئے کافی ہونا محال ہے۔ جو خود ہمارے محتاج اور ہمارے مصنوع (مخلوق) ہوتے ہیں۔ جو لوگ صرف اپنے اعمال کے ذریعہ (بغیر شفاعت حجج اللہؑ) نجات کے قائل ہیں وہ اپنے مصنوعہ (مخلوق مثلِ بُت) سے شفاعت کے قائل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے (خلیفہ) حجج اللہ کے بجائے اپنے گھڑے ہوئے (بت) اعمال کو تسلیم کرتے ہیں جو خدا کی ایک قسم سے ہمسری ہے۔

اس اصول کو سمجھنے کے لئے قارئین کی خدمت میں ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ دنیا ایک دارالمحن (امتحان گاہ) ہے۔ ہمارا ہر عمل شرفِ قبولیت کیلئے ہمارے زمانہ کے چشم دید گواہ، نمائندۂ خداوندی و منصوص من اللہ امامؑ، امامؑ زمانہ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ آپؑ کی رضا اور خوشنودی سے قبولیت کا درجہ

حاصل کرتا ہے اور آپؑ ہی کی خفگی ، ناراضگی سے نا قابل قبول اور راندہ درگاہ ہوتا ہے۔ یہ تمام ایسے ہی ہے جس طرح ایک طالب علم تعلیمی بورڈ یا یونیورسٹی کا امتحان دیتا ہے ۔کمرہ امتحان میں طالب علم کی حاضری ضروری ہوتی ہے ۔ادارہ کی منظور شدہ مصدقہ جوابی کاپی کا ہونا ضروری ہے۔اور پھراس پر سپرنٹنڈنٹ امتحان کے دستخط لازم ہیں ۔اب طالب علم پر منحصر ہے کہ سوالات کے جوابات صحیح یا غلط لکھتا ہے۔ پھر بھی وہ سب کچھ اس تعلیمی ادارہ کے لئے قابل قبول ہوگا ۔لیکن اگر ایک طالب علم ادارہ کی منظور شدہ مصدقہ کاپی کی بجائے غیر مصدقہ جوابی کاپی گھر سے لے کر جاتا ہے ۔اور سپرنٹنڈنٹ کے دستخط و مہر بھی نہیں لگواتا اور سو فیصد صحیح جواب بھی لکھتا ہے وہ پیپر ادارہ کے لئے ہر گز قابل قبول نہ ہوگا بلکہ نا جائز ذرائع کے استعمال کا الزام، جرم اور کیس بھی چلے گا۔ بالکل اسی طرح ہمیں آخرت کے امتحان کیلئے نصاب بھی معلوم ہے ۔ یہاں تک کہ پرچہ سوالات کا بھی علم ہے۔اس کے لئے اعمال بجالانے کے ساتھ ساتھ اس کی قبولیت کی فکر اس سے بھی کہیں زیادہ ضروری ہے۔ ہمیں ہر عمل پر امامؑ منصوص من اللہ، امامِ عصر والزمانؑ کے حکم ، رضا و خوشنودی کی مہر لگوانا واجب ولازم ہے۔انؑ کی قبولیت کے بغیر ہمہ قسمی نیک اعمال ، نیکی کہلانے اور ثواب کی بجائے ناجائز ذرائع کے استعمال کے تحت نا قابل قبول بلکہ تاریکی قلب اور سزا کے مستحق بنائیں گے۔

اعمال کی نتیجہ خیزی

بنیادی تصور یہ رکھنا چاہئے کہ امامؑ زمانہ ہر وقت اور ہر صورت میں واجب الاطاعت ہیں۔کوئی نیک عمل انؑ کی خوشنودی کے بغیر نیکی نہیں بنتا ہے۔گویا نیکی امامؑ

زمانہ کی خوشنودی میں ہے۔ اعمال صالحہ بذات خود نیکی نہیں ہیں۔ چونکہ بعض اعمال صالحہ مسلسل نبیوںؑ میں جاری رہتے چلے آئے ہیں۔ ہر نبیؑ نے ان پر عمل کیا۔ ان کو بجالاتے رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس تواتر اور لگاتار وقوع نے ان اعمال کو بذات خود نیکی بنادیا ہے۔ لہٰذا حکم ملے یا نہ ملے وہ اعمال برابر عبادت رہیں گے یہ تصور بت پرستی ہے۔ کسی عمل کو مستقل طور پر عبادت سمجھنا بت پرستی ہے۔ جو آج کل شیعہ وسنی دونوں کررہے ہیں۔ یہ اسلئے بت پرستی ہے کہ اس تصور اور عملدرآمد سے امامؑ زمانہ بے کار محض ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کی ضرورت سامنے آتی ہی نہیں ہے۔ لہٰذا پنجوقتہ نماز، جمعہ و جماعت پڑھنا۔ سال بھر میں رمضان کے روزے رکھنا۔ واجب زکاۃ ادا کرنا۔ خمس نکالنا اور حج کر لینا۔ کوئی مسئلہ پیش آئے تو تحفۃ العوام کے مطابق عمل کرنا۔ لوگ اس پر عمل کررہے ہیں۔ اب بتایئے کہ امامؑ زمانہ کی ضرورت کہاں پڑے گی؟ یہ تمام پروگرام صرف اس لئے بت پوجا ہو جاتا ہے کہ اس پروگرام نے امامؑ زمانہ کو بیکار کر دیا ہے۔ لہٰذا نہ یہ نماز فائدہ پہنچائے گی نہ کوئی اور عبادت کام آئے گی۔ کام آنے کی چیز خوشنودی امامؑ زمانہ ہے۔ مندرجہ بالا پروگرام یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ جب اس پروگرام پر پابندی سے عمل کر لیا جائے تو امام زمانہؑ کو اور اللہ کو خوش ہونا ہی پڑے گا۔

یعنی یہ پروگرام اللہ ورسولؐ کو اور امامؑ زمانہ کو مجبور کر دیتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مندرجہ بالا پیرا کو بار بار پڑھیے اور چاروں طرف مسلمانوں کے اعمال وتصورات کو دیکھئے تو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔ اور آپ دیکھیں گے کہ مسلمان (شیعہ وسنی دونوں) بڑے اطمینان سے مذکورہ پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔

اور یقین رکھتے ہیں کہ اس پروگرام پر پابندی سے عمل کرنے والے لوگ جنتی اور نجات یافتہ ہیں اور دونوں میں سے کسی کو بھی امامؑ زمانہ کی نہ کمی معلوم ہوتی ہے نہ ضرورت۔

اور شیعہ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ:

''امام زمانہ بحکم خدا غائب ہیں۔ ہماری ان تک رسائی ناممکن ہے۔ہم مجبور ہیں لہٰذا معذور ہیں اور معذور بے خطا ہوتا ہے'' لہٰذا ہم بے قصور ہیں'' یعنی قصوروار (معاذ اللہ) یا اللہ ہے یا امامؑ ہے۔

اعلانِ بریّت: ہم مسلمانوں کے اس مستقل عمل درآمد پر بریت کا اعلان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی عبادت خواہ قدیم ہو یا جدید ہو۔قرآن میں آئی ہو یا حدیث معصومؑ میں بیان ہوئی ہو نہ مستقل نیکی ہے نہ مستقل عبادت ہے نہ ذریعۂ نجات ہے۔

(1) نیکی اور عبادت اور ذریعہ نجات ہر زمانے کے امؑام کی خوشنودی ہے۔

(2) انؑ کے تازہ حکم کی اطاعت ہے۔

اور ہر وہ دلیل باطل ہے جس سے امام زمانہ علیہ السلام کا وجود وضرورت معطل ہوتی ہو۔ یہ کہنا باطل ہے کہ نماز کا حکم تمام انبیؑا ورسلؑ نے دیا ہے اور تمام آئمہ معصومینؑ نے حکم دیا ہے اور سب نماز بجالاتے رہے اس لئے نماز بجالانا واجب ولازم ہے۔

لہٰذا نماز، جمعہ و جماعت، روزہ، حج، زکوٰۃ خمس غرضیکہ ہمارا ہر عمل، ہر عقیدہ امامؑ زمانہ کے وسیلہ سے اور قیامِ ولایتِ قائم آلِ محمدؑ کیلئے ہونا ضروری ہے تاکہ ہمارے اعمال وعبادات انؑ کی رضا، خوشنودی اور رحمت کے سایہ میں شرفِ قبولت حاصل کرسکیں۔

صفحہ نمبر	عنوانات

عنوانات	صفحہ نمبر
نماز جمعہ کے متعلق مختلف علما کے قول یا فیصلے	3
وہ چند علمائے شیعہ جو غیبت امامؑ میں نماز جمعہ کو حرام فرماتے ہیں	3
وہ چند علما جو غیبت امامؑ میں نماز جمعہ کو واجب عینی قرار دیتے ہیں	4
آج اور آج سے 200 سال قبل یعنی 1100ھ کے بعد کے علما	5
قرآن میں نماز جمعہ کے متعلق آیات	4
آیت میں وارد الفاظ کی مختصر تشریح	5
ندا، ندا اور اذان کا فرق	5
نُودِیَ لِلصَّلٰوۃِ کا حقیقی اطلاق	5
مِنْ	6
الْجُمُعَۃِ	7
جمعہ کی وجہ تسمیہ۔ ولایت محمدؐ و ولایت وصیؑ پر عہد	7
فَاسْعَوْا	8
ذِکْرِ اللّٰہ	9
ذکر اللہ کی کوئی حد نہیں	10
فاسعوا الیٰ ذکر اللہ سے نماز جمعہ مراد نہیں	11
رسمی عبادات بجالانا یا اللہ کے کسی نام کی تسبیح جاری رکھنا ذکر اللہ نہیں	11
ذکر اللہ سے مراد حجت زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں	12
ذَرُوا الْبَیْعَ	12
البیع صاحبؑ زمانہ و حجتؑ خدا سے حلال ہے لازم ہے، ورنہ حرام ہے	13
خَیْرٌ	15
فَإِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ	17
فَانْتَشِرُوا فِی الْأَرْضِ	18

فضل اللّٰہ	19
آیات جمعہ اور وجوب نماز جمعہ	20
احادیث اور نماز جمعہ	21
نماز جمعہ جو واجب ہے کیلئے احادیث میں مستقل شرائط	21
خوف۔ایک اہم شرط	22
نماز جمعہ،خوف کی شرط سے متعلق جملہ احادیث کا خلاصہ	23
امامؑ مبسوط الید	24
نماز جمعہ سنت بھی ہے، تین اقسام	26
ہفتہ میں واجب یا فرض نمازوں کی تعداد	27
مقاصد قیام جمعہ	27
عام پیش نماز یا خودتراشیدہ اَعلم دین اور قیام جمعہ و جماعت	29
امامِؑ وقت اور قیام جمعہ و جماعت	30
نماز جمعہ واجب ہے مگر اس کا قیام منصب امامؑ زمانہ ہے	31
آیت جمعہ اور مومنین کی ذمہ داریاں	34
امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اعمال کی نتیجہ خیزی	36
امامؑ زمانہ ہی حجۃ اللہ اور دین حقیقی وایمان کلّی ہوتا ہے	36
ذکرِ وجودؑی کی اطاعت ہی عبادت اور نجات کی ضامن ہے ورنہ گمراہی ہے	37
اعمال کی نتیجہ خیزی	40
اعلانِ برئیّت	42